{اِنْحِرَافُ اَلدِّيْوبَنْدِيَّةِ عَنْ مَذْهَبِ الْحَنَفِيَّةِ}

{ دیوبندیوں کا امام ابو حنیفہ (رحمہ اللہ) کے مذہب سے انحراف }

تالیف

{ ابوادریس امین اللہ حفظہ اللہ تعالی }

تقدیم

{فضیلۃ الشیخ محمد افضل سلفی}

تصحیح و نظر ثانی،

{از فضیلۃ الشیخ ابو زاہد ضیاء الدین

الزرخریدی حفظہ اللہ تعالی}

چند کلمات از فضیلۃ الشیخ ابی زاہد الزرخریدی حفظہ اللہ

بِسَمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله رب العامين والصلاة والسلام على خاتم الانبياء والمرسلين اما بعد :

جس طرح اللہ تعالی نے کڑ وے اور میٹھے کے درمیان فرق کرنے کے لیے زبان کواہمیت اور صلاحیت دی ہے اسی طرح حق و باطل کی پہچان اور امتیاز کے لیے عقل سلیم اور فکر صحیح کو بھی وہ زبر دست ملکہ عطاء فرمایا ہے جو مخفی نہیں ہے۔ ابتداء سے لے کر انتہا تک اللہ تعالی نے جتنے بھی انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے ہیں ان سب کا اگر کوئی عاصی بن کر نافرمان ہوا ہے تو اس میں مرکزی علت اور وجہ یہی تھی۔ کہ انھوں نے عقل صحیح اور فکر صحیح سے وہ استفادہ نہیں کیا جو کرنا تھا۔

ہدایت حاصل کرنے میں عقل کا کردار اور اس پر دلائل

۱۔ {كَذَلِكَ يُحْيِ اللَّهُ الْمَوْتَى وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ}[1]

ترجمہ : اسی طرح اللہ تعالی مردوں کو زندہ کرکے تمہیں تمھاری عقل مندی کے لیے اپنی نشانیاں دکھاتا ہے۔

۲ - {وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ }[2]

ترجمہ : باوجود تم کتاب پڑھتے ہوں کیا اتنی بھی تم میں سمجھ نہیں ؟

۳۔ {كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ }[3]

---

[1] سورۃ البقرۃ (۷۳)

[2] [البقرة: ٤٤]

[3] [البقرة: ٢٤٢]

ترجمہ : اللہ تعالیٰ اسی طرح (اپنی آیتیں) تم پر ظاہر فرمایا ہے تاکہ تم سمجھو ۔

٤ - {وَلَلدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ} [1]

(ترجمہ) اور آخرت کا گھر متقیوں کے لیے بہتر ہے کیا تم سوچتے سمجھتے نہیں ہو ۔

٥ - { فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ }[2]

ترجمہ : کیونکہ اس سے پہلے تو ایک بڑے حصہ عمر تک میں تم میں رہ چکا ہو کیا تم عقل نہیں رکھتے - اس سے کہیں زیادہ اور مقامات میں بھی ارشادات گرامی موجود ہیں۔ لیکن مشت نمونہ خروار کے طور پر یہ کافی سمجھتا ہوں ۔

ہدایت پانے میں فکر صحیح کا کردار اور اس پر دلائل

۱ ۔{وَأَنزلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نزلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ}[3]

ترجمہ : یہ ذکر ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے کہ لوگوں کو جانب جو نازل فرمایا گیا ہے آپؐ اسے کھول کھول کر بیان کردیں شاید وہ غور و فکر کریں ۔

۲ - {إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ} [4]

ترجمہ : یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں غور و فکر کرنے والی قوم کے لئے

۳ - {وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ} [5]

ترجمہ : ہم ان مثالوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور و فکر کریں۔

---

[1] سورة الأنعام (٣٢)

[2] [يونس: ١٦]

[3] [سورة النحل: ٤٤] .

[4] [الروم: ٢١]

[5] (٣) [الحشر: ٢١]

۴ - {فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ} [1]

ترجمہ : سو آپ ان واقعات کو بیان کر دیجئے تاکہ وہ لوگ سوچیں ۔

خلاصہ

عقل اور فکر کی بابت ان آیتوں سے یہ بات بخوبی سامنے آتی ہے کہ جمیع ادیان و شرائع سماوی عقل سلیم اور فکر صحیح کے بالکل موافق اُتری ہوئی ہیں ۔اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرۃ میں قصاص کے متعلق فرمایا ہے ۔

{وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُوْلِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ} [2]

(ترجمہ) "اور آپ کے لئے قصاص (جان کے بدلے جان لینے) میں زندگی ہے اے خالص عقل والو تاکہ تم تقویٰ اختیار کرلو "

اب اس پر اعتراض کرنا کہ قصاص عقلاً ناپسندیدہ چیز ہے تو یہ کہنا دراصل عقل سے عاری ہونے کی دلیل ہے کیونکہ یہاں اس مقام قصاص میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے (الْأَلْبَابِ) لفظ استعمال کرنے سے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ کام (قصاص) خالص عقل والوں کے لئے پسند ہوگا۔ کیونکہ لغت کی کتابوں میں لُبّ کے معنی ہے خالص عقل۔ جو ہر وہم اور آزمائش سے پاک ہو۔ دیکھئے

(مصباح اللغۃ) تو معلوم ہوا کہ احکام شرعیہ عقل سلیم کے خلاف نہیں بلکہ موافق ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے ۔

[1] [الأعراف: ١٧٦]

[2] [البقرة: ١٧٩]

كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ ، وَيُنَصِّرَانِهِ أَو يُمَجِّسَانِهِ [1]

ترجمہ: ہر بچہ (ایمانی اور اسلامی) فطرت پر پیدا ہوتا ہے تو اس کے والدین اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی (آتش پرست) بناتا ہے

کفار عقل سے عاری ہیں

اب ذہن میں لا محالہ یہ سوال اُٹھتا ہے کہ آج کل جتنے بھی غیر مسلم موجود ہیں ان کی عقلیں تو آسمان سے باتیں کررہی ہیں۔ مثلًا ایسی اشیاء اور ٹیکنالوجی کا ایجاد جو انہوں نے کیا ہے ۔ عقل سے کئی گنا اونچی ہے ۔ جواب یہ ہے کہ عقل تو اس کا نام نہیں کہ آدمی دنیاوی متاع وآلات ایجاد کرے اگرچہ اس میں بھی کچھ نہ کچھ فوائد ہو لیکن عقل یہ ہے کہ انسان ابدی ہلاکت سے بچ کر ابدی فلاح اور کامیابی حاصل کرے کیونکہ انسان پر ایسی حالت آنی والی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا تذکرہ کچھ اس طرح فرمایا ہے ۔

{ وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الأَرْضِ لافْتَدَتْ بِهِ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لا يُظْلَمُونَ } [2]

ترجمہ: اور اگر ہر جان کے پاس جس نے ظلم کیا ہے اتنا ہو کہ ساری زمین بھر جائے تب بھی اس کو دے کر اپنی جان بچانے لگے اور جب عذاب کو دیکھیں گے تو پشیمانی کو پوشیدہ رکھیں گے اور ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ ہوگا۔

تو ایسی خطرناک نتائج اور عاقبت سے غفلت اور بے پروائی بھلا کونسی عقل کا تقاضا ہے۔

مشرکین مکہ اور ان کے اعذار

---

[1] صحيح البخاري: كتاب الجنائز، باب: إذا أسلم الصبي فمات.. ح: ١٣٥٨ ـ١٣٥٩ ـ مع الفتح ـ، وصحيح مسلم: ٢٦٥٨ (ج: ٤/ ٢٠٤٧)

[2] [يونس: ٥٤]

قارئین کرام اگر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعوت اور کفار مشرکین مکہ کی مخالفت پر اگر نظر ڈال دی جائے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انہوں نے بھی جو قرآن جیسا لازال معجزے کا انکار کردیا تو وجہ یہی تھی۔ کہ انہوں نے اپنی من مانی اور خواہش پرستی کے دلدل میں پھنس کر عقل سلیم اور فکر صحیح کو وہ موقع نہیں دیا جس کا قرآن عظیم میں ان سے مطالبہ کیا گیا ہے۔

اب آیئے اور ان کفار کے عقل سے عاری اور خواہش کے مطابق ان اعذار کو بھی ملاحظہ کیجئے۔

۱۔ معجزہ دیکھ کر کہتے تھے۔ ھذا سحر مبین۔ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔

۲۔ جب ان کو ایک الٰہ کی طرف دعوت دی جاتی تو کہتے تھے۔

{أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَهًا وَاحِدًا إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ} [۱]

ترجمہ: کیا اس نے اتنے سارے معبودوں کا ایک ہی معبود کردیا واقعی یہ بہت ہی عجیب بات ہے۔

۳۔ اسی طرح رسالت سے انکار کے لئے انہوں نے یہ بھی کہہ ڈالا۔

۴۔ بالکل اسی طرح اگر ان کو وحی کی طرف دعوت دی جاتی تو تکبرانہ انداز میں جواب دیتے۔

{بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا} [۲]

ترجمہ: بلکہ ہم (وحی کی بجائے) اس چیز کی تابعدای کرتے ہیں جس پر ہم نے باپ دادا کو پایا ہے۔

۵۔ حق سے منہ موڑ کر یہ بھی کہتے تھے۔

{لَوْ مَا تَأْتِينَا بِالْمَلَائِكَةِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ} [۳]

---

[۱] [ص: ٥]

[۲] (٢) البقرة (١٧٠)

[۳] [الحجر: ٧]

(ترجمہ) کیوں تم ہماری سامنے ملائکوں کو نہیں لاتے اگر تم سچو میں سے ہو ۔

٦۔ اور کبھی یہ حربہ حق سے روگردانی کے لئے استعمال کرتے ۔

{وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَجْنُونٌ} [1]

ترجمہ: اور کہہ دیا سیکھایا پڑھایا ہوا دیوانہ ہے ۔

٧ ۔ اور کبھی اس بات کو اپنی دلیل سمجھتے کہ تمھارے پیروکار ہم میں سے کم حیثیت والے ہیں۔

{وَمَا نَرَى لَكُمْ عَلَيْنَا مِن فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كَاذِبِينَ} [2]

ہم تو تمہاری کسی قسم کی برتری اپنے اوپر نہیں دیکھ رہے، بلکہ ہم تو تمہیں جھوٹا سمجھ رہے ہیں

٨ ۔ {مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِإِنْ هَذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ} [3]

ہم نے تو یہ بات پچھلے دین میں بھی نہیں سنی، کچھ نہیں یہ تو صرف گھڑنت ہے

٩ ۔ ایک اعتراض یہ بھی کرتے تھے کہ آپؐ مالدار نہیں ہیں ان کا کہنا ہے ۔

{ لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ } [4]

(ترجمہ) اس پر کوئی خزانہ کیوں نہیں اترا ؟

بحث کا مقصد اور خلاصہ

قارئین کرام آپ نے ملاحظہ کیا کہ مشرکین کا اسلام لانے کے راستے میں بے وقوفانہ اعتراضات اور عقل سے عاری شبہات ابدی ہلاکت کے اسباب بن گئے۔ تو قیامت کے دن چیخ چیخ کر پکاریں گے ۔

---

[1] [الدخان: ١٤]

[2] [سورة هود: ٢٧]

[3] [ص: ٧]

[4] [هود: ١٢]

{ لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ} [1]

ترجمہ :اگر ہم سنتے ہوتے یا عقل رکھتے ہوتے تو دوزخیوں میں سے نہ ہوتے ۔

لیکن افسوس کہ ان کا یہ شور شرابہ ان کو فائدہ نہیں پہنچائے گا۔ بلکہ ہلاکت میں مزید ترقی کا باعث ہوگا۔

ہمارے زمانے میں برائے نام مسلمانوں کا حال

بد قسمتی سے آج کل بھی بہت سے لوگ مشرکین ماضی کے طریقہ اختیار کرکے قرآن و حدیث کی دعوت کی راہ میں اعتراضات اور شبہات پیدا کرکے شرک وبدعات کی دلدل میں پھنس جاتے ہیں۔ بس فرق دونوں میں یہ ہے کہ ماضی والوں نے کلمہ طیبہ سے انکار کرکے شرک کرتے تھے ۔اور آج کے بعض برائے نام مسلمان کلمہ پڑھ کر شرک کررہے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

{وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ} [2]

ترجمہ: ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہی ہیں ۔

علماء کی ذمہ داری

تواب ۔ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ [3]،

کی حیثیت سے علماء کرام کا حق بنتا ہے کہ وہ عوام کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی منہج کی طرف دعوت دے کر مشرکین کے طریقوں اور عادات سے روک کر الدین النصیحۃ پر عمل کرکے اپنا فریضہ نبھائیں ۔تو اس سلسلے میں ہمارے اسلامی بھائی اور دوست محترم الشیخ ابو ادریس امین اللہ

---

[1] [الملك: ١٠]

[2] [يوسف: ١٠٦]

[3] سنن ابن ماجه٢٢٣

حفظ اللہ نے ایک کتاب جو حجم کے لحاظ سے صغیر ہے میں اتنی خیر کثیر کو قلم بند کر دیا ہے کہ سمندر کو کوزے میں جمع کرنے کے ہم مثل (مترادف) ہے۔ موصوف نے اس رسالے میں چار فصلیں بنا کر ہر فصل میں مختلف بحثیں ذکر فرمائیں ہیں۔ پہلی فصل میں انہوں نے مشرکین کے چند اعذار اور باد لائل ان کے جوابات اور حسب موقع مختصر تفصیل و تذکرہ بھی فرمایا ہے اور فصل ثانی میں محترم موصوف نے متاخرین احناف (جو برائے نام احناف ہیں اور دراصل دیوبندی بریلوی ہیں) کا ابو حنیفہؒ سے بعض مسائل میں اختلاف ذکر کیا ہے یہ اختلاف اگرچہ بہت زیادہ مسائل میں ہیں لیکن موصوف نے یہاں چار اہم باتیں ذکر فرمائیں ہیں مثلاً یہ کہ موجودہ مقلدین نے جن مسائل میں حنفیت چھوڑ کر ماتریدیت اختیار کیا ہے۔ وہ یہ ہیں .

۱ ۔ امام ابو حنیفہ (رحمہ اللہ) اللہ تعالی کے صفات میں تاویل کے قائل نہیں تھے اور موجودہ احناف اس میں باطل اور مذموم تاویل کرتے ہیں۔

۲ ۔ یہ لوگ خبر واحد کے ذریعے قرآن پر زیادت کرنی کی سلسلی میں بھی امام ابو حنیفہ کی مخالفت کرتی ہیں۔

۳ ۔ امام ابو حنیفہ قرآن عظیم الشان کو اللہ کا حقیقی کلام مانتے تھے۔ اور یہ لوگ کلام لفظی اور کلام نفسی میں تقسیم کرکے حقیقی کلام کی نفی کر رہے ہیں .

۴ ۔ اسی طرح ایمان کے مسائل میں بھی موصوف شیخ نے یہ فرمایا ہے کہ موجودہ مقلدین نے ابو حنیفہ سے انکار کیا ہے اور اس پر انہوں نے سمر قندی حنفی کی کتاب "بستان العارفین" سے ابو حنیفہ کا قول نقل کیا ہے کہ ان کے ہاں ایمان عبارت ہے اقرار، تصدیق اور عمل سے، اسی طرح انہوں نے طحاوی سے بھی قول نقل کیا ہے۔ دیکھیں صفحہ نمبر ۸۱ پر یہی کتاب راقم کہتا ہے کہ یہ مذہب اگرچہ ابو حنیفہ (رحمہ اللہ) سے مشہور نہیں ہے لیکن الرفع والتکمیل میں

بھی عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ نے کچھ تفصیل کے ساتھ لکھ دیا ہے کہ امام ابو حنیفہ کا مذہب ایمان کے مسئلے میں مرجئہ والامذہب نہیں تھا واللہ اعلم۔ دیکھئے صفحہ نمبر۔ ۳۷۷۔

تیسری فصل میں محترم شیخ نے جاہلیت والوں کے وہ عادات اور اعمال کا تذکرہ فرمایا ہے جن پر آج بھی باطل پرست عمل پیرا ہیں۔ اور چوتھی فصل میں انہوں نے اہل سنت والجماعت کی علامات ذکر فرمائی ہیں۔ جو نہایت آسان فہم اور فائدے والی ہے ۔ تو اللہ تعالیٰ سے بار بار استدعا ہے کہ اللہ جل وعلیٰ ہمارے محترم ابو ادریس حفظ اللہ کے علم اور عمر میں برکت عطاء فرمائے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کتاب کو مؤلف کاتب اور جمیع معاونین کے لیے ذخر مقبول بنا کر جہنم سے نجات اور جنت کے دخول کا ذریعہ بنادے ۔

آمین یاالہ العالمین۔

وکتبہ ابوزاہد ضیاء الدین الزرخریدی۔

***

بسم الله الرحمن الرحيم

المقدمة

إِنَّ الحَمْدَ لله ، نَحْمَدُهُ ونَسْتَعِينُهُ ، ونَسْتَغفرُهُ ، وَنَعوذُ بالله مِنْ شُرورِ أَنفسِنا ، وَمِنْ سَيِّئاتِ أَعْمَالنا ، مَن يَهدِهِ اللهُ فلا مُضِلَّ له ، ومَن يُضلِل فَلاَ هاديَ لَه ، وَأَشْهَدُ أَن لا إِلهَ إِلَّا اللهُ وَحدهُ لا شَريكَ لَه ، وَأَشْهَدُ أَن مُحَمّدا عَبْدهُ وَرَسُولُه .

{يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ} [1]

{يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا} [2]

{يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلاً سَدِيداً يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعْ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِيماً} [3]

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ (صلى الله عليه وآله وسلم) وَشَرَّ الأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ، وَكُلَّ ضَلاَلَةٍ فِي النَّارِ.

---

[1] [آل عمران: ١٠٢]

[2] [النساء: ١]

[3] [الأحزاب: ٧٠ – ٧١]

مسلمانوں کا فریضہ

فصل نمبر ا

مسلمانوں ہم پر اللہ تعالی اور نبی کریم ﷺ کی اطاعت فرض ہے ۔ اگر ہم اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی بات مان رہے ہیں اور اللہ تعالی اور نبی ﷺ کے حکم کے مقابلے میں دوسروں کی بات چھوڑ رہے ہیں تو ہم صراط مستقیم پر ہیں۔ جس نے بھی اللہ تعالی اور رسول ﷺ کی بات نہ مان کر کسی اور کی بات میں ہدایت پانے کی کوشش کی ہے تو اللہ تعالی نے اس کو گمراہ کیا ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے۔

{وَمَنِ ابْتَغَى الْهُدَى فِي غَيْرِ هِ أَضَلَّهُ اللَّهُ} [1]

ترجمہ : جس کسی نے بھی کتاب وسنت کے علاوہ اور چیز میں ہدایت پانے کی کوشش کی تو اللہ تعالی اس کو گمراہ کریگا ۔ ہدایت اللہ تعالی کی کتاب میں ہے ۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے ۔

{هُدًى لِلْمُتَّقِينَ} [2]

ترجمہ : یہ کتاب متقیوں کے لے ہدایت ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا ہے۔

{هُدًى لِلنَّاسِ} [3]

ترجمہ : یہ لوگوں کے لیے ہدایت ہے ۔ایسے شخص کو اللہ تعالی نے فاسق کہا ہے جو قران سے محبت نہیں کرتا اور اللہ تعالی کا حکم نہیں مانتا ۔ جیسا کہ قران میں ہے ۔

{وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ} [4]

---

[1] أخرجه الدارقطني في «علله» (٣/ ١٤٠-١٤١)

[2] {سورة البقرة٢}

[3] [البقرة:١٨٤]

[4] [البقرة:٢٦]

اور اللہ تعالی اس قران کے ذریعے کسی کو گمراہ نہیں کرتا مگر صرف فاسق لوگوں کو ۔

فاسق کس کو کہتے ہی

فاسق وہ شخص ہے جو اللہ تعالی اور نبی ﷺ کی اطاعت چھوڑ دے ۔ عرب اس جانور کو فاسق کہتے جو سرکش بن کر نافرمان ہو جاتا تھا۔ جب اللہ تعالی نے نافرمان لوگوں کو فاسق کہا تو عرب حیران ہو گئے۔ کیونکہ یہ صفت حیوان کی ہے اور اللہ تعالی نے اس کو انسان کی صفت بنادیا، کیونکہ ان لوگوں نے اللہ سبحانہ وتعالی اور رسول ﷺ کی بات کو ٹکرادیا ۔

مسلمانوں سوچنے کا مقام ہے کہ نافرمان انسان کو اللہ تعالی نے انسانیت سے نکال کر اس کو حیوانی صفت دی ۔ سنت نبی ﷺ سے محبت کرنا عین جنت کی راہ ہے اور نافرمانی عین جھنم کی راہ ہے ۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے ۔

{مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى}[1]

ترجمہ : جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گا اور جس نے نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔ دوسری حدیث میں ہے .

{مَنْ أَحَبَّ سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ}[2]

ترجمہ : جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے حقیقت میں مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی تو وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا ۔

نبی ﷺ کی محبت کیسے ہونی چاہی صحیح اور کامیاب مسلمان وہ ہوتا ہے جب اللہ سبحانہ وتعالی

---

[1] رواه البخارى ١٣ / ٢١٤ في الاعتصام ، باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ.

[2] الترمذي: العلم (٢٦٧٨) .قال المباركفوري رحمه الله : وَأَوْرَدَ صَاحِبُ الْمِشْكَاةِ هَذَا الْحَدِيثَ نَقْلًا عَنِ التِّرْمِذِيِّ بِلَفْظِ مَنْ أَحَبَّ سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْإِحْبَابِ فِي الْمَوَاضِعِ الثَّلَاثَةِ فَالظَّاهِرُ أَنَّهُ قَدْ وَقَعَ فِي بَعْضِ نُسَخِ التِّرْمِذِيِّ هَكَذَا وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ تحفة الأحوذي ٧-٣٧١

اور نبی ﷺ کی بات اس کو پہنچ جائے اور یہ شخص بغیر چوں چراں کیے اس بات پر عمل کرے اور یہ نہ کہے کہ یہ میرے مذھب کے خلاف ہے ، یہ میرے باپ دادا کے دین اور مسلک کے خلاف ہے ۔ جیسا کہ آج کل کسی کو سنت طریقے کی دعوت دی جائے تو وہ کہتے ہیں کیا ہمارے باپ دادا غلط تھے یا جاہل ؟ نہیں ہم تو باپ دادا کے مسلک پر ہیں اور اسی پر عمل کرینگے ۔

مسلمانوں اگر قران میں غور کیا جائے اور دیکھا جائے کہ یہ بات کس کی ہے ؟

آیا یہ بات مشرکین ، یہود اور نصاریٰ کی ہے یا مسلمانوں کی ؟

اللہ سبحانہ وتعالی کا سورۃ البقرۃ میں ارشاد ہے :

{وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ}[1]

ترجمہ : اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ جو (کتاب) اللہ سبحانہ وتعالی نے نازل فرمائی ہے اس کی پیروی کرو تو کہتے ہیں (نہیں) بلکہ ہم تو اسی چیز کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ۔

بھلا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھتے ہوں اور نہ سیدھے رستے پر ہوں تب بھی وہ انہیں کی تقلید کریں گے ؟ اللہ تعالی نے ان لوگوں کا حال اگلی آیتوں میں ذکر کیا ہے ۔

{إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ}[2]

ترجمہ : اس دن جب (کفر کے) پیشوا اپنے پیرووں سے بیزاری ظاہر کریں گے اور (دونوں) عذاب (الہی) دیکھ لیں

---

[1] (سورة البقرة (١٧٠)

[2] (سورة البقرة (١٦٦)

گے اور ان کے آپس کے تعلقات منقطع ہو جائیں گے ۔

{وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا كَذَلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ} [1]

ترجمہ : (یہ حال دیکھ کر) پیروی کرنے والے (حسرت سے) کہیں گے کہ اے کاش ہمیں پھر دنیا میں جانا نصیب ہوتا کہ جس طرح یہ ہم سے بیزار ہو رہے ہیں اسی طرح ہم بھی ان سے بیزار ہوں ۔اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالی ان کے اعمال انہیں حسرت بنا کر دکھائے گا اور وہ دوزخ سے نکل نہیں سکیں گے ۔ محترم مسلمانوں یہ ان لوگوں کا حال ہے جس نے اللہ سبحانہ وتعالی اور نبی ﷺ کی بات چھوڑ دی اور اسکے مقابلے میں یہ بات کہہ دی کہ ہمارے لیے باپ دادا کا دین اچھا ہے ۔ قیامت کے دن وہ لوگ ایک دوسرے کے دشمن ہونگے ۔ جس نے اللہ سبحانہ وتعالی اور نبی ﷺ کو چھوڑ کر اور لوگوں کو دوست بنایا تھا ۔سورہ الزخرف میں ہے .

{الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ} [2]

ترجمہ : (جو آپس میں) دوست (ہیں) اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے ۔ مگر پرہیزگار (کہ باہم دوست ہی رہیں گے)

مشرکین کے اعذار

مشرکین سے جب کہا جاتا کہ آو اللہ تعالی کے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو ، تو وہ چار قسم کے دلائل دیتے تھے۔

۱ - باپ دادا کی اطاعت ، جیسا کہ سابقہ آیت (۱) میں ذکر ہوا ۔

۲ - عددی برتری ۔

---

[1] (سورة البقرة (١٦٧)

[2] (سورة الزخرف (٦٧)

مشرکین یہ کہتے تھے کہ آپ لوگ تعداد میں کم ہیں اور ہم زیادہ ہیں ۔ جیسا کہ بعض علماء سوء آج کل تقاریروں میں کہتے ہیں کہ یہ اہل حدیث (اہل سنت) تعداد میں کم ہیں اور ہماری تعداد تو دنیا کے کل مسلمانوں کا ستر فیصد ہے ۔ قران نے اس بات کو رد کیا ہے، جیسا کہ سورہ انعام میں ہے ۔

{وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ} [1]

ترجمہ : اور اکثر لوگ جو زمین پر آباد ہیں (گمراہ ہیں) اگر تم ان کا کہنا مان لوگے تو وہ تمہیں اللہ کا رستہ بھلا دیں گے یہ محض خیال کے پیچھے چلتے اور نرے اٹکل کے تیر چلاتے ہیں ۔

باطل پرست کا ہمیشہ اہل حق کے بارے میں یہ قول ہوتا ہے کہ یہ تعداد میں کم ہیں ہم ان کے ساتھ شامل نہیں ہوتے ، حقیقت میں یہ بات فرعون نے کہی تھی۔ جیسا کہ قران میں ہے ۔

{إِنَّ هَؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ} [2]

ترجمہ : کہ یقیناً یہ گروہ بہت ہی کم تعداد میں ہے ۔

{ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ } [3]

ترجمہ : تم لوگ محض خیالی باتوں پر چلتے ہو اور تم بالکل اٹکل سے باتیں بناتے ہو .

۳۔ ظن ۔

محض گمانوں پر فیصلے کرنا۔ گمان یہ رکھتے تھے کہ یہ نبی جو بات کرتا ہے جھوٹ ہے اور ہمارے باپ دادا جو کہتے تھے وہ سچ ہے اور اس پر ان کے ساتھ کوئی دلیل نہیں تھی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ

---

[1] (سورة الأنعام (١١٦)

[2] سورة الشعراء) (٥٤)

[3] (انعام١٤٨)

فرماتے ہیں کہ۔

{إَنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا} [1]

یقیناً گمان حق کی معرفت میں کچھ بھی کام نہیں دے سکتا۔

۴۔ اٹکل کے پیچھے چلنا۔ جیسا کہ ابھی سورہ انعام کی آیات ۱۴۸ اور ۱۵۴ میں ذکر ہوا۔ اٹکل اس کو کہتے ہیں کہ ایک شخص بلا دلیل دعویٰ کرتا ہے کہ میرا مسلک اور مذہب درست اور بہتر ہے اور کتاب و سنت کی بات کو چھوڑ کر بزرگوں کی بات کو اہمیت دیتا ہے۔ لیکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ہاں اس کا یہ عذر قابل قبول نہیں ہوگا۔ مسلمانوں یہ بات آج کل اکثر اہل بدعت کے زبان پر عام ہے۔

{وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَايَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ} [2]

ترجمہ: اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ جو (کتاب) اللہ سبحانہ وتعالی نے نازل فرمائی ہے اس کی پیروی کرو تو کہتے ہیں (نہیں) بلکہ ہم تو اسی چیز کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ بھلا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھتے ہوں اور نہ سیدھے رستے پر ہوں (تب بھی وہ انہیں کی پیروی کریں گے؟)

تقلید مفسرین کی نظر میں

سورہ بقرہ کی آیت اس کی تفسیر میں اکثر مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیت تقلید پر رد ہے۔ جیسا کہ ابن عطیہؒ، المحرر الوجیز، امام قرطبیؒ، ابوحیان اندلسیؒ، علامہ الوسی حنفیؒ روح المعانی اور امام

[1] یونس: ٣٦]

[2] (سورة البقرة (١٧٠)

رازی ان سب نے تقلید کے رد میں یہ آیت پیش کی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالی کاارشاد ہے ۔

{اتَّبِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ} [1]

ترجمہ : (لوگو) جو (کتاب) تم پر تمہارے پروردگار کے ہاں نازل ہوئی ہے اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور رفیقوں کی پیروی نہ کرو (اور) تم کم ہی نصیحت قبول کرتے ہو۔

آیت نمبر ۲۔

{وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُون} [2]

ترجمہ : اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ جو (کتاب) اللہ تعالی نے نازل فرمائی ہے اس کی اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف رجوع کرو تو کہتے ہیں کہ جس طریق پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے وہی ہمیں کافی ہے بھلا اگر ان کے باپ دادا نہ تو کچھ جانتے ہوں اور نہ سیدھے رستے پر ہوں (تب بھی ؟)

یہ مشابہت کس سے ہے

محترم مسلمانوں سوچنے کا مقام ہے ، کہ اکثر لوگ یہ بات کرتے ہیں " کہ ہم تو اپنے بزرگوں کے دین اور راستے پر ہیں ،آیا یہ بات ایک مسلمان کی ہے یا کافر کی ؟

شیخ صالح بن الفوزانؒ (سعودی عالم) فرماتے ہیں ۔ [3]

"کہ یہ بات (باپ دادا کا راستہ) حق اور شخص کے درمیان پردہ بن جاتا ہے ،اس کے کلام کا

[1] سورة الأعراف(۳)

[2] سورَة الْمَائِدَةِ (۱۰٤)

[3] [الارشاد الی صحیح الاعتقاد و الرد علی اہل الشرک والالحاد] ۳۰٤

مطلب یہ ہے کہ جب وہ حق کے مقابلے میں باپ داداکے راستے کو اپناتا ہے ، تو حق کو نہیں پہنچ سکتا ۔ابن الفوزان فرماتے ہیں یہ طریقہ خاص کر متعصبین ، صوفیاء اور قبرپرستوں کا ہے ۔ ان لوگوں کو جب کتاب وسنت کی دعوت دی جائےاور ان سے کہا جاے ، کہ صوفیت ، قبر پرستی اور مذھب پرستی چھوڑ دو تو کہتے ہیں کہ جس راستے پر ہمارے بزرگ اور مشائخ تھے ہم اسکو پکڑ ئینگے ، ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ کیا ہمارے بزرگ گمراہ تھے ؟ یہ اعتراض بھی فرعونی اعتراض ہے۔اس کو جب موسی علیہ سلام نے دعوت دی تو اس نے سوال کیا جیسا کہ قران میں ہے ۔

{قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَى}[1]

ترجمہ : کہا تو پہلی جماعتوں کا کیا حال ؟

تو موسی علیہ سلام نے بڑی بصیرت سے جواب دیا ۔

{قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ لَا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنْسَى }[2]

ترجمہ : کہا کہ ان کا علم میرے پروردگار کو ہے (جو) کتاب میں (لکھا ہوا ہے) ۔ میرا پروردگار نہ چوکتا ہے نہ بھولتا ہے ہر داعی کو جو حق کی طرف دعوت دیتا ہے اس طرح کا جواب دینا چاہیے ۔ فرعون کا مقصد اس اعتراض سے یہ تھا کہ موسی علیہ سلام ہمارے بزرگوں کو گمراہ کہے گا تو لوگوں میں موسیٰ علیہ سلام کے خلاف نفرت پیدا ہو جائے گی اور اگر موسیٰ علیہ سلام ہمارے بزرگوں کے بارے میں کہے کہ وہ ٹھیک راستے پر تھے تو فرعون کہتا کہ ہم تو اسی راستے پر ہیں جس کو اپ (موسیٰ علیہ السلام) نے ٹھیک کہا ۔ تو موسیٰ (علیہ السلام) کا جواب بصیرت پر مشتمل تھا اور فرعون کو خاموش کر دیا ۔

---

[1] (سُورَةُ طه (٥١)

[2] (سُورَةُ طه (٥٢)

پس ہر کوئی جو کتاب و سنت کا راستہ عادات ، رواجوں اور باپ دادا کی تقلید کی وجہ سے چھوڑ تا ہے تو یہ طریقہ یہود، نصاریٰ اور مشرکین کا تھا اور اس امت کے مبتدعین اور اہل اھواء کا بھی یہی حال ہے اللہ تعالی قران کے سورہ الاحزاب میں فرماتا ہے ۔

{يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا} [1]

ترجمہ : جس دن ان کے منہ آگ میں الٹائے جائیں گے کہیں گےاے کاش ہم اللہ کی فرمانبرداری کرتے اور رسول اللہ کا حکم مانتے۔

{وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا}

ترجمہ : اور کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں کا کہا مانا تو انہوں نے ہم کو رستے سے بے راہ کردیا۔ [2]

{رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا} [3]

ترجمہ : اے ہمارے پروردگار ان کو دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر دوسری جگہ اللہ کا سورہ الفرقان میں ارشاد ہے.

{وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا} [4]

ترجمہ : اور جس دن (ناعاقبت اندیش) ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کر کھائے گا (اور کہے گا) کہ اے کاش میں نے نبی (علیہ السلام) کے ساتھ راستہ اختیار کیا ہوتا ۔

مسلمانوں اس دن جب یہ حال ہوگا تو اس کو یاد کرنا چاہیے اور اس عذاب سے بچنا چاہیے۔ ان

[1] (سُورَةُ الْأَحْزَابِ (٦٦)

[2] (سُورَةُ الْأَحْزَابِ (٦٧)

[3] (سُورَةُ الْأَحْزَابِ (٦٨)

[4] (سُورَةُ الْفُرْقَانِ (٢٧)

عذابوں سے نجات کا واحد راستہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور نبی ﷺ کی اطاعت میں ہے ۔
اس طرح بہت سی آیات قران مجید میں موجود ہیں جس میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان لوگوں کا حال بیان کیا ہے۔ جیسا کہ سورۃ غافر میں ارشاد ہے .

{وَإِذْ يَتَحَاجُّونَ فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنْتُمْ مُغْنُونَ عَنَّا نَصِيبًا مِنَ النَّارِ}[١]

ترجمہ : اور جب وہ دوزخ میں جھگڑیں گے تو ادنی درجے کے لوگ بڑے آدمیوں سے کہیں گے کہ ہم تو تمہارے تابع تھے تو کیا تم دوزخ (کے عذاب) کا کچھ حصہ ہم سے دور کر سکتے ہو ؟

{قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُلٌّ فِيهَا إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ}[٢]

ترجمہ : بڑے آدمی کہیں گے کہ تم (بھی اور) ہم (بھی) سب دوزخ میں (رہیں گے) اللہ سبحانہ و تعالیٰ بندوں میں فیصلہ کر چکا ہے .

ابن ابی العز حنفیؒ فرماتا ہے ۔" جس کسی نے بھی باپ دادا کو بغیر دلیل، علم اور بصیرت کے پکڑ لیا اور حق سے اعراض کیا اور ایسا حق جو اسکو معلوم ہوا ہے تو ایسا شخص اپنی خواہش کے پیچھے لگ گیا ۔ پھر سورہ بقرہ کی آیت کا ذکر کیا ہے ۔

{وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ }[٣]

ترجمہ : اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ جو (کتاب) اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے اس کی پیروی کرو تو کہتے ہیں (نہیں) بلکہ ہم تو اسی چیز کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے

---

[١] (سُورَةُ غَافِرٍ (٤٧)
[٢] (سُورَةُ غَافِرٍ (٤٨)
[٣] (سُورَةِ الْمَائِدَةِ (١٠٤)

باپ دادا کو پایا ۔ بھلا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھتے ہوں اور نہ سیدھے رستے پر ہوں (تب بھی وہ انہیں کی پیروی کریں گے ؟) پھر مزید فرمایا ہے ، یہ حال بہت سے لوگوں کا ہے ۔ بہت سے مسلمان جو باپ دادا کے طریقے پر ہیں اور فخر کے ساتھ اس پر عمل پیرا ہیں،اب اگر ان کو انکے باپ دادا کے مسلک میں کوئی خلاف سنت چیز کی نشاندہی کی جائے تو وہ اس بدعت کو نہیں چھوڑتے اور بغیر دلیل کے باپ دادا کے راستے کی پیروی کرتے ہیں ۔ابن ابی العزؒ فرماتے ہیں ایسے شخص کو "مسلمۃ الدار" کہا جاتا ہے ، یعنی وہ مسلمان جس نے اپنے گھر کے دین کو اسلام سمجھا ہے ۔اب اسکے متضاد کو "مسلمۃ الاختیار" کہا جاتا ہے ، یعنی وہ شخص جس کو اللہ تعالی نے اختیار دیا ہے کہ درست راستے کا انتخاب کرے ۔ یہ (مسلمۃ الدار) وہ شخص ہوتا ہے جس سے قبر میں جب پوچھا جاتا ہے "مَنْ رَبُّكَ"

آپ کا رب کون ہے ؟ جواب دیتا ہے ، "ھاھا لا ادری" مجھے نہیں معلوم . دوسرا سوال ہوتا ہے " من نبيكَ"

آپ کا رسول کون ہے ؟ تو پھر وہی جواب دیتا ہے ۔اور مزید کہتا ہے کہ جو لوگوں سے سنتا رہا اس پر عمل پیرا رہا مزید فرماتا ہے اے عاقل سوچو ،اسی جگہ کے بارے میں اپنے نفس کی خیر خواہی کرو اور دیکھو کونسے فرقے سے آپکا تعلق ہے ۔ (آیا کسی گمراہ فرقے سے تو نہیں جو بغیر دلیل کے باپ دادا کے راستے پر ہیں یا کسی صحیح گروہ سے جو کتاب وسنت پر عمل پیرا ہیں) [1]

آیت نمبر ۳ ۔

{قَالَ مُوسَى أَتَقُولُونَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَكُمْ أَسِحْرٌ هَذَا وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُونَ}[2]

---

[1] شرح عقیدہ طحاویہ،ص ٣٠٤

[2] یونس (٧٧)

ترجمہ : موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کیا تم حق کے بارے میں جب وہ تمہارے پاس آیا یہ کہتے ہو کہ یہ جادو ہے۔ حالانکہ جادو گر کامیاب نہیں ہوا کر تے فرعونیوں نے حق کو سحر کہا تو موسی (علیہ السلام) نے فرمایا" آپ کے پاس جب حق آگیا تو اپ نے اسے سحر کہا حالانکہ جادو گر لوگ تو کبھی کامیاب نہیں ہوتے، تو فرعونیوں نے جواب دیا جیسا کہ قران کے سورہ یونس میں ہے۔

{قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا وَتَكُونَ لَكُمَا الْكِبْرِيَاءُ فِي الْأَرْضِ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِينَ} [1]

ترجمہ : وہ بولے کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ جس (راہ) پر ہم اپنے باپ دادا کو پاتے رہے ہیں اس سے ہم کو پھیر دو ۔ اور (اس) ملک میں تم دونوں کی ہی سرداری ہو جائے اور ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

مسلمانوں ذرا سوچو یہ قول حقیقت میں فرعونی قول ہے کہ " ہم کو باپ دادا کے دین پر چھوڑ دو " آیت نمبر ۴ ۔

مشرکین سے دلیل کا مطالبہ

{وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطَانُ يَدْعُوهُمْ إِلَى عَذَابِ السَّعِيرِ} [2]

ترجمہ :اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ جو (کتاب) اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے اُس کی پیروی کرو ۔ تو کہتے ہیں کہ ہم تو اسی کی پیروی کریں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا ۔ بھلا اگرچہ شیطان ان کو دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا ہو (تب بھی ؟)

اب اگر وہی باپ دادا گمراہی کے راستے پر تھے اور یہ لوگ ان کے پیچھے چل رہے تھے تو ضرور یہ

---

[1] (سُورَةِ يُونُس (٧٨)

[2] (سُورَةُ لُقْمَانَ (٢١)

لوگ بھی گمراہ تھے۔

ابن کثیرؒ فرماتے ہیں ۔ یہ بات (باپ دادا کے راستے کی پیروی کرنا) ان لوگوں (مشرکین ، کفار) کی ہے جبکہ مومنین کا قول یہ ہوتا ہے ۔ جیساکہ قران مجید کے سورہ النور میں ہے :

{إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ} [1]

ترجمہ : مومنوں کی تو یہ بات ہے کہ جب اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جائیں تاکہ وہ ان میں فیصلہ کریں تو کہیں کہ ہم نے (حکم) سن لیا اور مان لیا ۔ اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں .

ایت نمبر ۵ -

{أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا مِنْ قَبْلِهِ فَهُمْ بِهِ مُسْتَمْسِكُونَ} [2]

ترجمہ : یا ہم نے ان کو اس سے پہلے کوئی کتاب دی تھی تو یہ اس سے سند پکڑتے ہیں

{بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَى أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَى آثَارِهِمْ مُهْتَدُونَ} [3]

ترجمہ : بلکہ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک رستے پر پایا ہے اور ہم انہی کے قدم بقدم چل رہے ہیں .

{وَكَذَلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَى أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَى آثَارِهِمْ مُقْتَدُونَ} [4]

---

[1] (سُورَةُ النُّورِ (٥١)

[2] (سُورَةُ الزُّخْرُفِ (٢١)

[3] (سُورَةُ الزُّخْرُفِ (٢٢)

[4] (سُورَةُ الزُّخْرُفِ (٢٣)

ترجمہ :اور اسی طرح ہم نے تم سے پہلے کسی بستی میں کوئی ہدایت کرنے والا نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوشحال لوگوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک راہ پر پایا اور ہم قدم بقدم ان ہی کے پیچھے چلتے ہیں .مزید آیت ۲۴ میں ہے .

{قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِأَهْدَى مِمَّا وَجَدْتُمْ عَلَيْهِ آبَاءَكُمْ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ}[1]

ترجمہ : نبی علیہ السلام) نے کہا اگرچہ میں تمہارے پاس ایسا (دین) لاؤں کہ جس رستے پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا وہ اس سے کہیں سیدھا رستہ دکھاتا ہے کہنے لگے کہ جو (دین) تم دے کر بھیجے گئے ہو ہم اس کو نہیں مانتے اس آیت میں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے لوگوں سے یہ بات کہی ہے کہ اگر بالفرض آپ کے بزرگوں کے پاس جو ہدایت ہے تو میں جو ہدایت لایا ہوں تو یہ ہدایت اس سے بھی بہتر ہے .

ہم بھی یہی دعوت دیتے ہیں

مسلمان بھائیوں ہم بھی یہی دعوت دیتے ہیں کہ دیوبندیت ،.بریلویت اور صوفیت سے زیادہ ہدایت کتاب وسنت کی پیروی میں ہے ۔ قران وسنت کی پیروی کرنی چاہیے ۔

دیوبندیت ، .بریلویت اور صوفیت وغیرہ چھوڑنا چاہیے ۔اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو سزا دی ہے جس نے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی بات چھوڑ کر باپ دادا کے راستے کو اپنایا ۔ جیسا کہ قرآن میں ہے ۔

{فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ}[2]

ترجمہ :توہم نے ان سے انتقام لیا سو دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا ۔

---

[1] (سُورَةُ الزُّخْرُفِ (٢٤)

[2] سُورَةُ الزُّخْرُفِ (٢٥)

ایت نمبر ٦ –

{إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ} [١]

ترجمہ : جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا یہ کیا مورتیں ہیں جن (کی پرستش) پر تم معتکف (و قائم) ہو ؟

{قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ} [٢]

ترجمہ : وہ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی پرستش کرتے دیکھا ہے -

{قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ} [٣]

ترجمہ : (ابراہیم نے) کہا کہ تم بھی (گمراہ ہو) اور تمہارے باپ دادا بھی صریح گمراہی میں پڑے رہے .

مشرکین سے مشابہت کی مثال

محترم لوگوں ، یہ بات (کہ ہم باپ دادا کے دین پر ہیں اگرچہ وہ باطل راستے پر تھے اور بغیر دلیل کے تھے) مشرکین کی تھی ۔ اب اگر ہمارا قول بھی وہی ہے تو ہم میں اور مشرکین میں کوئی فرق باقی نہ رہا ۔ آج کے دور میں بہت سے لوگ زور و شور سے دعوے کرتے ہیں کہ ہم اہل سنت ہیں اور سنت پر عمل پیرا ہیں ، لیکن جب ان کے سامنے سنت رکھی جائے تو جلدی سے جواب دیتے ہیں کہ یہ تو ہمارے مسلک میں نہیں ہے اور ہمارے بزرگوں نے نہیں اپنایا۔ مثال کے طور پر رفع الیدین ، آمین بالجہر، فاتحہ خلف الامام ، جنازے میں فاتحہ پڑھنا وغیرہ، ان سب کے متعلق صحیحین میں اور سنن میں کثرت سے احادیث موجود ہیں ۔

[١] (سُورَةُ الْأَنْبِيَاءِ (٥٢)

[٢] (سُورَةُ الْأَنْبِيَاءِ(٥٣)

[٣] (سُورَةُ الْأَنْبِيَاءِ(٥٤)

مسلمانوں ذراسو چو ۔ کہ کیا مشرکین اور اس طرح کہنے والے میں کوئی فرق ہے ؟ایسی بات کہنے سے کفار کے ساتھ مشابہت آتی ہے، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کفار کی مشابہت سے منع فرمایا ہے جیساکہ مسند احمد میں ہے .

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " بُعِثْتُ بِالسَّيْفِ حَتَّى يُعْبَدَ اللهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، وَجُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي ، وَجُعِلَ الذِّلَّةُ ، وَالصَّغَارُ عَلَى مَنْ خَالَفَ أَمْرِي ، وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ " [1]

ترجمہ :ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔"کہ مجھے تلوار کے ساتھ بھیجا گیا ہے یہاں تک کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت شروع ہو جائے جو واحد لاشریک ذات ہے اور میرا رزق میرے نیزے کے نیچے ہے اور جو میرے حکم کی مخالفت کرے ذلت انکا مقدر ہے۔اور جس نے کسی قوم کی مشابہت کی تو وہ اسی قوم سے ہے۔

مشابہت سے مراد کسی قوم کی رسم رواج اور تہذیب و ثقافت اپنانا ہے، تو یہ بات (باپ دادا کی بغیر دلیل کے پیروی کرنا)مشرکین کی تھی۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اس طرح کے اقوال سے پرہیز کریں اور اس کی جگہ یہ قول کہنا چاہیے .

{أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا} [2]

ترجمہ :ہم تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور نبی ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔کیونکہ نبی ﷺ نے بھی یہود، نصاریٰ اور مشرکین کو یہ قول پیش کیا :

{مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا} [3]

---

[1] مسند الإمام أحمد بن حنبل (ج٢ ص٥٠) وأخرجه الطحاوي في "شرح مشكل الآثار" (٢٣١)

[2] (الأحزاب، آية: ٦٦).

[3] [سورة البقرة ١٣٥]

ترجمہ : ہم دین ابراہیم پر ہیں ، ابراہیم علیہ سلام کا دین اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے تھا۔

مبتدعین کا اعتراض اور اس کا جواب

مبتدعین اب یہ اعتراض کرینگے کہ نبی علیہ السلام نے بھی باپ دادا کا نام لیا تھا ؟ لیکن ان کا یہ اعتراض درست نہیں ہے ، کیونکہ دین ابراہیم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے تھا اور بادلیل تھا۔

آیت نمبر۷ ۔

سورہ الشعراء میں ہے .

{وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ} [١]

ترجمہ : اور ان کو ابراہیم کا حال پڑھ کر سنادو .

{قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ} [٢]

ترجمہ : جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ تم کس چیز کو پوجتے ہو

{إِذْ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِين} [٣]

ترجمہ : وہ کہنے لگے کہ ہم بتوں کو پوجتے ہیں اور ان کی پوجا پر قائم ہیں .

{قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُو} [٤]

ترجمہ : ابراہیم نے کہا کہ جب تم ان کو پکارتے ہو تو کیا وہ تمہاری آواز کو سنتے ہیں ؟

{أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ} [٥]

---

[١] (سُورَةُ الشُّعَرَاءِ(٦٩)

[٢] (سُورَةُ الشُّعَرَاءِ(٧٠)

[٣] (سُورَةُ الشُّعَرَاءِ(٧١)

[٤] (سُورَةُ الشُّعَرَاءِ(٧٢)

[٥] (سُورَةُ الشُّعَرَاءِ (٧٣)

ترجمہ : یا تمہیں کچھ فائدے دے سکتے یا نقصان پہنچا سکتے ہیں ؟

{قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَلِكَ يَفْعَلُونَ} [1]

ترجمہ :انہوں نے کہا (نہیں) بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے

{قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ} [2]

ترجمہ :ابراہیم نے کہا کیا تم نے دیکھا کہ جن کو تم پوجتے رہے ہو

{أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ} [3]

ترجمہ : تم بھی اور تمہارے اگلے باپ دادا بھی

{فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ} [4]

ترجمہ : وہ میرے دشمن ہیں ۔ مگر اللہ رب العالمین (میرا دوست ہے)

مشرکین کا اپنی بے وقوفی کا اعتراف

سورہ الشعراء کی ان آیات میں مشرکین نے تسلیم کیا کہ ہمیں یہ نفع و نقصان نہیں دے سکتا لیکن ہم نے باپ دادا کو اسی طریقے پر پایا ہے ۔ وہ بھی یہی کام (شرک) کرتے تھے ہم بھی کریں گے ۔

مسلمانوں ان آیات سے معلوم ہوا کہ یہ بات (باپ دادا کی بغیر دلیل پیروی) مشرکین کی ہے ۔ وہ لوگ جن کے باپ دادا گمراہ تھے اور یہ ان کے اندھے مقلد تھے تو یہ بعد کے لوگوں کو بھی اللہ سبحانہ و تعالیٰ جھنم میں داخل کریگا ۔اور جو لوگ دلیل پر ہیں اور مطیع رسول ہیں تو اللہ سبحانہ و

[1] (سُورَةُ الشُّعَرَاءِ(٧٤)

[2] (سُورَةُ الشُّعَرَاءِ(٧٥)

[3] (سُورَةُ الشُّعَرَاءِ(٧٦)

[4] (سُورَةُ الشُّعَرَاءِ(٧٧)

تعالیٰ جنت میں ان کی لیے مہمانی کا انتظام کریگا ۔

آیت نمبر ۸ ۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے سورہ الصافات میں .

{لِمِثْلِ هَذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ} [١]

ترجمہ : ایسی ہی (نعمتوں) کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنے چاہئیں

{أَذَلِكَ خَيْرٌ نُزُلًا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ} [٢]

ترجمہ : بھلا یہ مہمانی اچھی ہے یا تھوہر (زقوم) کا درخت ؟

{إِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِلظَّالِمِينَ} [٣]

ترجمہ : ہم نے اس کو ظالموں کے لئے عذاب بنا رکھا ہے .

{إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ} [٤]

ترجمہ : وہ ایک درخت ہے کہ جہنم کی جڑوں سے نکلتا ہے ۔

{طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ} [٥]

ترجمہ : اُس کے خوشے ایسے ہوں گے جیسے شیطانوں کے سر .

{فَإِنَّهُمْ لَآكِلُونَ مِنْهَا فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ} [٦]

ترجمہ : سو وہ اسی درخت میں سے کھائیں گے اور اسی سے پیٹ بھریں گے .

---

[١] (سُورَةُ الصَّافَّاتِ (٦١)

[٢] (سُورَةُ الصَّافَّاتِ (٦٢)

[٣] (سُورَةُ الصَّافَّاتِ (٦٣)

[٤] (سُورَةُ الصَّافَّاتِ (٦٤)

[٥] (سُورَةُ الصَّافَّاتِ (٦٥)

[٦] (سُورَةُ الصَّافَّاتِ (٦٦)

{ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِنْ حَمِيمٍ} [١]

ترجمہ: پھر اس (کھانے) کے ساتھ ان کو گرم پانی ملا کر دیا۔ جائے گا۔

{ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيمِ} [٢]

ترجمہ: پھر ان کو دوزخ کی طرف لوٹایا جائے گا۔

{إِنَّهُمْ أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ ضَالِّينَ} [٣]

ترجمہ: انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ ہی پایا۔

{فَهُمْ عَلَى آثَارِهِمْ يُهْرَعُونَ} [٤]

ترجمہ: سو وہ ان ہی کے پیچھے دوڑے چلے جاتے ہیں۔

{وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ} [٥]

ترجمہ: اور ان سے پیش تر بہت سے لوگ بھی گمراہ ہوگئے تھے یہ ان لوگوں کا ذکر ہوا جنہوں نے باپ دادا کو گمراہی پر پا کر ان کی پیروی اور تابعداری کی۔ اور ان لوگوں کا ذکر بھی کیا جو مطیع کتاب وسنت تھے۔

آیت نمبر ۹ -

سورۃ الاعراف مین ارشاد ہے۔

{وَإِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا وَاللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَا

---

[١] (سُورَةُ الصَّافَّاتِ (٦٧

[٢] (سُورَةُ الصَّافَّاتِ (٦٨)

[٣] (سُورَةُ الصَّافَّاتِ (٦٩)

[٤] (سُورَةُ الصَّافَّاتِ (٧٠)

[٥] (سُورَةُ الصَّافَّاتِ (٧١)

يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ} [1]

ترجمہ: اور جب کوئی بے حیائی کا کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے بزرگوں کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بھی ہم کو یہی حکم دیا ہے ۔ کہہ دو اللہ سبحانہ و تعالیٰ بے حیائی کے کام کرنے کا ہرگز حکم نہیں دیتا ۔ بھلا تم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نسبت ایسی بات کیوں کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں ۔

اہل بدعت کے ایک خطرناک راز کا انکشاف

آج کل بہت سے مبتدعین کی بھی یہی عادت ہے کہ بہت سی بدعات اور خرافات میں مبتلا ہوتے ہیں اور اپنی نسبت کتاب و سنت کی طرف کرتے ہیں مثال کے طور پر قبر پرستی، عید میلاد النبی ، شرکیہ وسیلے ، دعا بعد السنہ، میت کے لیے اسقاط تقسیم کرنا ، حلالہ کرنا ، تعویذ کرنا اور دعا بعد الجنازہ کرنا ۔ ہم یہی دعوت دیتے ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ سلام نے ایسے شرکیات اور بدعات پر امر نہیں کیا ہے۔ اوپر کی آیت میں اندھی تقلید کا ذکر ہوا اور یہ عادت مشرکین کی تھی ۔

آیت نمبر ۱۰ ۔

سورۃ القصص میں اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔

{فَلَمَّا جَاءَهُمْ مُوسَى بِآيَاتِنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُفْتَرًى وَمَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ} [2]

ترجمہ: اور جب موسیٰ (علیہ السلام) اُن کے پاس ہماری کھلی نشانیاں لے کر آئے تو وہ کہنے لگے کہ یہ جادو ہے جو اُس نے بنا کھڑا کیا ہے اور یہ باتیں ہم نے اپنے اگلے باپ دادا میں تو (کبھی) سنی

[1] (سُورَةُ الْأَعْرَافِ (٢٨)
[2] (سُورَةُ الْقَصَصِ (٣٦)

نہیں ۔

مسلمانوں یہ بات فرعون کی تھی جو قران میں ذکر ہوا ہے ۔آج کل کے مقلدین مسلمانوں پر افسوس ہے کہ وہ دعوے تو کتاب وسنت کے کرتے ہیں لیکن اگران کو نبی علیہ السلام کی سنت پیش کیا جائے تو وہ بھی فرعونی قول زبان پر لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا نے یہ کام نہیں کیے ہیں۔

مسلمانوں سے سوچ وفکر کی اپیل

مسلمان بھائیو اس بات پر سوچنا چاہیے کہ یہ بات کس کی ہے جو ہم بلا سوچ سمجھ منہ سے نکالتے ہیں۔ایسی باتوں کو کتاب وسنت کے مقابلے میں چھوڑنا چاہیے اور وحی کی تابعداری کرنی چاہیے ، جیسا کہ سورہ زخرف میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

{فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ إِنَّكَ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ} [1]

ترجمہ : پس تمہاری طرف جو وحی کی گئ ہے اس کو مضبوط پکڑے رہو۔ بے شک تم سیدھے رستے پر ہو۔اور ان لوگون کی تابعداری سے منہ موڑنا چاہیے جن کے دل کے ذکر سے غافل ہیں اس بات کا ذکر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورہ الکھف میں ذکر کیا ہے۔

{وَلا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنا وَاتَّبَعَ هَواهُ وَكانَ أَمْرُهُ فُرُطاً} [2]

ترجمہ :اور جس شخص کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کردیا ہے اور وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اس کا کام حد سے بڑھ گیا ہے اس کا کہانہ ماننا.

فصل نمبر۲۔

متاخرین احناف (دیوبندیوں) کا امام ابو حنیفہ (رحمہ اللہ) کے مذہب سے انحراف

---

[1] سورہ زخرف (٤٣)

[2] سورہ الکھف

متاخرین احناف نے ابو حنیفہؒ کا مذھب چھوڑ کر ماتریدیت اپنایا ہے اور بعض تو اپنے خواہشات کے پیچھے لگے ۔ نیچے کچھ چیدہ چیدہ مسائل بیان کرتے ہیں ۔

١ - امام ابو حنیفہؒ اللہ سبحانہ و تعالی کے صفات میں تاویل کے قائل نہیں تھے ۔ جس طرح فقہ اکبر اور فقہ الابسط میں ہے ۔

وَلَهُ يَدٌ وَوَجْهٌ وَنَفسٌ كَمَا ذَكَرَهُ اللهُ تَعَالَى فِيْ الْقُرْآنِ فَمَا ذكَرَهُ اللهُ تَعَالَى فِيْ الْقُرْآنِ مِنْ ذكْرِ الْوَجْهِ وَالْيَدِ وَالنَّفسْ فَهُوَ لَهُ صِفَاتٌ بِلَا كَيفَ وَلَا يُقَالُ إِنَّ يَدَهُ قُدْرَتُهُ اَوْ نِعْمَتُهُ لِأَنَّ فِيْهِ إِبْطَالُ الصِّفَّةِ وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْقَدَرِ وَالْاِعْتِزَالِ وَلَكِنْ يَدُهُ صِفَّتُهُ بِلَا كَيْف [1]

ترجمہ :اس (اللہ سبحانہ وتعالی) کا ہاتھ بھی ہے ، چہرہ بھی ، اور نفس بھی ، جس طرح کہ قران کریم میں اللہ تعالی نے اپنے لیے چہرے ، ہاتھ اور نفس کا ذکر کیا ہے ۔ وہ اس کی ایسی صفات ہیں جن کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں ۔ لیکن یہ کہنا درست نہ ہو گا کہ اس کے ہاتھ سے مراد اس کی قدرت یا اس کی نعمت ہے ۔ کیونکہ اس طرح اس صفت کا ابطال لازم ائے گا اور یہ قدریہ اور معتزلہ کا عقیدہ ہے ۔ لہٰذا اس کا ہاتھ اس کی وہ وصف ہے جس کی کیفیت ہم نہیں جانتے ۔

موجودہ مقلدین احناف نہیں ہیں

امام صاحب کے اس قول سے معلوم ہوا کہ موجودہ دور کے احناف امام صاحب کے مقلدین نہیں ہیں بلکہ معتزلہ اور قدریہ ہیں ۔

---

[1] الفقه الأكبر (مطبوع مع الشرح الميسر على الفقهين الأبسط والأكبر المنسوبين لأبي حنيفة تأليف محمد بن عبد الرحمن الخميس)

المؤلف: ينسب لأبي حنيفة النعمان بن ثابت بن زوطي بن ماه (المتوفى: ١٥٠هـ) ١\٢٧\ الفقه الأبسط ص٥٦.

الفقه الأكبر مع شرحه للقاري ص٥٨، ٥٩؛ وشرح أبي المنتهى ص١٣، ١٤، وإشارات المرام ص١٨٧، ١٩٢.

فقہ اکبر امام صاحب کی کتاب ہے جس طرح عبد الحیی صاحب الرفع و تکمیل کے صفحہ ۳۷۶ پر لکھتا ہے۔"

{اِنَّ كُتُبَ الْاِمَامِ اَبِیْ حَنِيْفَةَ كَا لْفِقْهِ الْاَكْبَرِ }

ترجمہ: یقیناً امام کی کتابیں جیسا کہ فقہ اکبر ۔

۱ - امام ابو حنیفہ رَحمہ اللہ تَعَالَی : اللہ تعالی کی غضب اور رضا میں تاویل کے قائل نہیں تھے، فرماتے ہیں :

{لَا يُوصف الله تَعَالَى بِصِفَات المخلوقين وغضبه وَرضَاهُ صفتان من صِفَاته بِلَا كَيفَ وَهُوَ قَول اهل السّنة وَالْجَمَاعَة وَهُوَ يغْضب ويرضى وَلَا يُقَال غَضَبه عُقُوبَته وَرضَاهُ ثَوَابه وَنصفه كَمَا وصف نَفسه أحد صَمد لم يلد وَلم يُولد وَلم يكن لَهُ كفوا أحد حَيّ قيوم قَادر سميع بَصِير عَالم يَد الله فَوق أَيْديهم لَيست كأيدي خلقه وَلَيْسَت جارحة}[1]

اس طرح کا قول ابن ابی العز حنفیؒ کا بھی ہے۔ امام صاحب کے شاگرد امام محمدؒ بھی عدم تاویل کے قائل تھے اس طرح عمر بن اسماعیل امام محمدؒ سے نقل کرتے ہیں ۔

{سُئِلَ عَنِ الْآيَاتِ وَالْأَخْبَارِ الَّتِي فِيهَا مِنْ صِفَاتِ اللَّهِ تَعَالَى مَا يُؤَدِّي ظَاهِرُهُ إِلَى التَّشْبِيهِ؟ فَقَالَ: نُمِرُّهَا كَمَا جَاءَتْ، وَنُؤْمِنُ بِهَا، وَلَا نَقُولُ: كَيْفَ وَكَيْفَ. وَيَجِبُ أَنْ يُعْلَمَ أَنَّ الْمَعْنَى الْفَاسِدَ الْكُفْرِيَّ لَيْسَ هُوَ ظَاهِرَ النَّصِّ وَلَا مُقْتَضَاهُ، وَأَنَّ مَنْ فَهِمَ ذَلِكَ مِنْهُ فَهُوَ لِقُصُورِ فَهْمِهِ وَنَقْصِ عِلْمِهِ}[2]

---

[1] الفقه الأكبر ص٣٠٢. الفقه الأبسط ص ٥٦. اعتقاد أئمة السلف للدكتور محمد الخميس، ص (١٣)

[2] شرح العقيدة الطحاوية [التَّأْوِيلُ الصَّحِيحُ هُوَ الَّذِي يُوَافِقُ مَا دَلَّتْ عَلَيْهِ نُصُوصُ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ] ٢٥٦

تبصرہ میں مرقوم ہے، عمر بن اسماعیل سے دریافت کیا گیا وہ آیات اور آحادیث جن میں صفات باری تعالی کا ذکر ہے ان کو ظاہر پر محمول کرتے ہیں ان پر ہمارا ایمان ہے لیکن کیفیت کا ہمیں علم نہیں ہے " یہ قول امام طحاویؒ کا بھی ہے۔امام الوسی (رحمہ اللہ) نے بھی اپنی تفسیر میں اس آیت

{بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ} [1]

کی تشریح یوں کی ہے۔

{وقال سلف الأمة رضي الله تعالى عنهم: إن هذا من المتشابه، وتفويض تأويله إلى الله تعالى هو الأسلم، وقد صح عن النبي صلّى الله عليه وسلّم أنه أثبت لله عز وجل يدين،وقال: «وكلتا يديه يمين»ولم يرو عن أحد من أصحابه صلّى الله عليه وسلّم وعليهم أنه أول ذلك بالنعمة، أو بالقدرة بل أبقوها كما وردت وسكتوا، ولئن كان الكلام من فضة فالسكوت من ذهب لا سيما في مثل هذه المواطن}

ترجمہ: سلف نے فرمایا ہے کہ یہ لفظ { ید } متشابہات میں سے ہے اور اس کی حقیقت اللہ تعالی کو سونپنا صحیح مذھب ہے۔قران میں اور نبی کریم ﷺ سے صحیح سند سے ثابت ہے کہ اللہ تعالی کے لیے دو ہاتھ ثابت ہیں اور اللہ تعالی کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔ نبی ﷺ کے کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے باسند یہ بات ثابت نہیں ہے کہ { ید } کے معنی کے لیے نعمت اور قدرت کے الفاظ استعمال کیے ہوں بلکہ صحابہ نے اس لفظ کو اپنے حال پر چھوڑا جس طرح قران و حدیث میں وارد ہے اور انھوں نے خاموشی اختیار کی ہے اگر کوئی قول چاندی کا ہے تو اس سے

[1] [المائدة: ٦٤]

خاموشی سونا ہے اور خاص کر ایسی جگوں پر بزدوی حنفی کا بھی کشف الاسرار [1] پر یہی قول ہے۔
ہاتھ اور چہرہ ہمارے ہاں ثابت ہے، اصل کے اعتبار سے یہ معلوم ہے اور کیفیت کے اعتبار سے متشابہ ہے ۔

امام سرخسی فرماتے ہیں۔

{وَكَذَلِكَ الْوَجْه وَالْيَد على مَا نَص الله تَعَالَى فِي الْقُرْآن مَعْلُوم وَكَيْفِيَّة ذَلِك من الْمُتَشَابه فَلَا يبطل بِهِ الأَصْل الْمَعْلُوم، والمعتزلة خذلهم الله لاشتباه الْكَيْفِيَّة عَلَيْهِم أَنْكَرُوا الأَصْل فَكَانُوا معطلة بإنكارهم صِفَات الله تَعَالَى وَأهل السّنة وَالْجَمَاعَة نَصرهم الله أثبتوا مَا هُوَ الأَصْل الْمَعْلُوم بِالنَّصِّ وتوقفوا فِيمَا هُوَ الْمُتَشَابه وَهُوَ الْكَيْفِيَّة فَلم يجوزوا الِاشْتِغَال بِطَلَب ذَلِك كَمَا وصف الله تَعَالَى بِهِ الراسخين فِي الْعلم فَقَالَ : يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُوالْأَلْبَابِ} [2]

ترجمہ :اسی طرح چہرہ اور ہاتھ اللہ تعالی نے جس طرح قرآن میں ذکر کیے ہیں اسی طرح معلوم ہیں اور کیفیت متشابہات میں سے ہے اور اسکی جو حقیقت ہے معلوم ہے۔ معتزلہ کو اللہ تعالی اللہ تعالی شرمندہ کرے کہ جب ان پر کیفیت مشتبہ ہو گئ تو انھوں نے حقیقت (یعنی لفظی معنی ہاتھ) سے انکار کیا۔ تو یہ لوگ اللہ کی صفت سے انکار کی وجہ سے معطلہ ہو گئے۔ اور اہل سنت کی اللہ مدد فرمائے یہ صفات کی اصل ثابت کرتے ہیں (یعنی ید کا معنی ہاتھ اور وجہہ کا معنی چہرہ کرتے ہیں اور اہل بدعت کی طرح تاویل نہیں کرتے جس طرح وہ {ید} سے ہاتھ اور وجہہ سے ذات مراد لیتے ہیں (جو دلیل سے معلوم ہو) اور متشابہات میں توقف کرتے ہیں۔

---

[1] (ص٩٤)

[2] [آل عمران: ٧] (اصول السرخسی ص١٧٠)

اور متشابہات کے پیچھے لگنا جائز نہیں اللہ تعالی نے صحیح العقیدہ علماء کی صفت بیان کی ہے کہ وہ متشابہات کے پیچھے نہیں پڑتے۔ جیسا کہ ال عمران میں ہے۔

{يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُوالْأَلْبَابِ} [١]

(ترجمہ) کہتے ہیں پر ایمان لا چکے یہ ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نصیحت تو صرف عقمند حاصل کرتے ہیں -

متقدمین احناف تاویل کے قائل نہیں تھے

او پر جو اقوال ہم نے بیان کیے ۔ وہ متقدمین احناف کے اقوال ہیں۔ جو سند کے ساتھ کتابوں میں موجود ہیں۔ وہ سارے کے سارے تاویل کے قائل نہیں تھے اور سلف کے عقیدے پر عمل پیرا تھے۔ اِس دور میں سلفی ایسا عقیدہ رکھتے ہیں اس لیے تو سلفی علماء ابو حنیفہؒ، طحاویؒ، ابن ابی العزؒ وغیرہ جیسے علماء کو اہل حدیثوں میں شمار کرتے ہیں۔

متاخرین احناف تاویل کرتے ہیں

{ذهبت الاشاعرة الى ان النص المخالف الدليل العقلى مصروف عن الظاہر فا لعقل هو اصل النقل}

ترجمہ: اشاعرہ کا مذھب یہ ہے کہ نص (قران و حدیث) عقل کے خلاف آئے تو ظاہری معنی نہیں لیا جائے گا بلکہ تاویل کی جائے گی عقل ان لوگوں کے نزدیک اصل سے بہتر ہے۔ جیسا کہ تفتازانی نے مثالیں بیان کی ہیں استواء علی العرش، ید، وجہ وغیرہ، سورہ طحہٰ میں ہے۔

{الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى} [٢]

ترجمہ: رحمٰن ذات عرش پر مستواء ہے.

---

[١] [آل عمران: ٧]

[٢] (طه:٥)

{بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ}[1]

ترجمہ :اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں۔

فیاللعقل

ان آیات میں صراحت کیساتھ صفات باری اللہ تعالی ذکر ہیں۔ لیکن ان لوگوں کی عقلوں میں یہ بات نہیں آرہی ہے اس لیے ظاہری معنی چھوڑ کر تاویل شروع کرتے ہیں جیسا استواء کا معنی {استیلا}(غلبہ) {ید} کا معنی نعمت اور قدرت اور { وجہہ } کا معنی ذات کیا۔اب یہ قران میں تحریف ہے یا نہیں ؟نسفی نے تفسیر "مدارک میں

"يُحِبُّهمْ" کا معنی (يَرْضىٰ اَعْمَالَهمْ) کیاہے۔{وَ يُثْنِىْ عَلَيْهمْ بِهاَ}

تفصیل

"يُحِبُّهمْ" کا معنی اللہ تعالی ان (مؤمنوں) سے محبت کرتا ہے ، اگر معنی یرضی کیا جائے تو ترجمہ یوں ہوگا " اللہ تعالی ان کے اعمال سے راضی ہوتا ہے" اور {وَ يُثْنِىْ عَلَيْهمْ بِهاَ} کا معنی ہے اللہ ان پر ان کے اعمال کی وجہ سے ثنا فرماتا ہے۔

دیوبندیوں کی کتاب "المھند علی المفند" (ص۴۸) پر استواء ، ید اور وجہہ کی تاویل کی گئ ہے۔ تاویل یہ لوگ اسلیے کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالی کی علو ہم عرش پر تسلیم کریں اور ید کا معنی ہاتھ ، وجہہ کا معنی چہرہ، یحب کا معنی محبت کرنا کریں تو اللہ تعالی کے لیے جسم ثابت ہوگا اور جب جسم ثابت ہوگا تو جسم حادث ہے اور حادث کو فنا لازم ہے، تو اللہ تعالی پر فنا آجائے گی۔ یہ اہل بدعت کے خرافات ہیں۔سلف کا مذہب یہ نہیں تھا وہ ظاہری معنی لیتے تھے۔ سلف نے استویٰ کا معنی "علیٰ" یعنی اوپر، (ید) کا معنی ہاتھ اور وجہہ کا معنی چہرہ کیا ہے۔

[1] [سورة المائدة، الآية:٦٤]

امام الوسی حنفیؒ کا فیصلہ

آیئے سلف کا مذھب اس بارے میں دیکھتے ہیں۔
امام الوسی حنفیؒ نے روح المعانی میں سورہ طحٰہ[1]

{الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى}

کا ترجمہ یوں کیا ہے (رحمٰن عرش پر مستوی ہے)۔
ابو حامد وجوب تاویل کے قائل تھے تو امام الوسی حنفی نے اس پر رد کیا اور لکھتے ہیں "آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ بڑے بڑے علماء تاویل نہیں کرتے تھے بلکہ انھوں نے مکمل طور پر تاویل اور تشبیہ کرنے سے منع کیا ہے۔ ان علماء نے ساتھ تجسیم کی بھی نفی کی ہے۔ الوسی نے چند علماء کے نام ذکر کیے ہیں۔
امام ابو حنیفہ، (رح) امام مالکؒ، شافعیؒ، احمدؒ، محمد بن حسنؒ، سعد بن معاذ المروزیؒ، ترمذیؒ، امامؒ بخاری، عبداللہ بن مبارک، اسحٰقؒ بن راھویہ، ابو داودؒ۔

ابو یوسفؒ کا فیصلہ

قاضی ابو العلا صاعد بن محمد کتاب الاعتقاد میں ابو یوسفؒ سے نقل کرتے ہیں ۔ کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالی کی ذات میں گفتگو کرے، صرف ان صفات سے اللہ تعالی کو موصوف کرنا چاہیے جن سے خود اللہ تعالی نے اپنے آپ کو موصوف کیا ہے اور اپنی رائے اور عقل سے کوئی قول نہیں کرنا چاہیے۔

---

[1] طحٰہ (٥)

ہماری درخواست

مسلمان بھائیوں امام صاحب نے تاویل کرنے سے منع فرمایا ہے اور دیوبندی، بریلوی تاویل کو واجب کہتے ہیں ۔ ان لوگوں کا امام ابو حنیفہؒ کی تقلید کا دعویٰ جھوٹا ہے بلکہ یہ نرے ماتریدی ہیں ۔

امام ابو حنیفہؒ کا عقیدہ بھی دیکھئے

۲- امام ابو حنیفہؒ کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی اپنے عرش پر ہے ۔ اس نے قرآنی آیت اور معاویہ بن حکم (رضی اللہ عنہ) کی لونڈی والی حدیث سے استدلال کرکے یہ عقیدہ بیان فرمایا ہے ۔

علو کے اثبات میں سلف سے بہت کچھ منقول ہے ۔ چنانچہ ابو اسماعیل انصاری اپنی کتاب " الفاروق" میں سند ابو مطیع بلخی تک پہنچاتے ہوئے لکھتے ہیں "کہ اس نے ابو حنیفہؒ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جس کا قول یہ ہوتا ہے "کہ میں نہیں جانتا کہ میرا رب آسمان پر ہے یا زمیں پر ہے تو ابو حنیفہؒ نے جواب دیا "کہ وہ کافر ہوگیا" اس لیے کہ اللہ کا فرمان ہے

{الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى}[1]

ترجمہ : رحمٰن ذات عرش پر ہے ۔ جبکہ اللہ تعالی کا عرش ساتوں آسمانوں پر ہے۔ پھر سوال ہوا "اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اللہ تعالی عرش پر ہے لیکن میں نہیں جانتا کہ عرش آسمان میں ہے یا زمین پر ہے۔ امام نے کہا "وہ بھی کافر ہے" اس لیے کہ اس نے اللہ تعالی کے آسمان میں ہونے سے انکار کیا اور جو شخص اللہ تعالی کو آسمان پر نہں مانتا وہ کافر ہے اس لیے کہ اللہ تعالی اعلی علیین میں ہے اس کا بلندی میں تصور کرتے ہوئے پکارا جائے گا، اسفل میں اس کا تصور کرتے ہوئے نہیں پکارا جائے گا۔[2] "مزید اس آیت کے نیچے امام شافعیؒ کا قول بھی لکھا ہے۔ یہ قول ابن

---

[1] [طه/ ٥]

[2] (شرح عقیدہ طحاویہ ص٣٦٧)

حجر (رحمہ اللہ) نے فتح الباری میں بھی ذکر کیا ہے ۔امام شافعیؒ فرماتے ہیں" کہ اللہ تعالی کے لیے اسماء و صفات ثابت ہیں ۔ کسی کے لیے جائز نہیں کہ ان کو رد کرے۔جب اس پر حجت قائم ہو جائے اور وہ انکار کرے تو اس نے کفر کیا.اور جب تک اس پر حجت قائم نہیں ہو جاتی تو جہل کی بنیاد پر معذور ہے۔مزید وضاحت کیلے دیکھے ہمارے کتاب مختصر العرش۔

فقاہت یا فرعونیت

تو معلوم ہوا کہ متاخرین احناف نے امام صاحب کے اس عقیدے سے خلاف کیا ہے اور یہ عقیدہ رکھا کہ "اللہ تعالی ذات کے لحاظ سے ہر جگہ موجود ہے" بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نہ اوپر ہے، نہ نیچھے ہے، نہ دائیں نہ بائیں یہ قول شرح عقائد میں لکھا ہے۔

سُلم میں لکھاہے " تَعَالَی عَنِ الجِنْسِ وَ الْجِهاَتِ"

ترجمہ :اللہ تعالی جنس اور جہت سے منزہ ہے۔

جبکہ سلف صالحین کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے فوقیت ثابت ہے .

اللہ تعالی کے علو سے انکار سب سے پہلے فرعون نے کیا۔

سورۃ المومن میں ہے۔ جو لوگ بغیر اس کے کہ ان کے پاس کوئی دلیل آئی ہو اللہ تعالی کی آیتوں میں جھگڑ تے ہیں ۔اللہ تعالی کے نزدیک اور مؤمنوں کے نزدیک یہ جھگڑا سخت ناپسند ہے۔اسی طرح اللہ تعالی ہر متکبر سرکش کے دل پر مہر لگا دیتا ہے .

{وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا لَعَلِّي أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ} [1]

ترجمہ :اور فرعون نے کہا کہ آے ہامان میرے لئے ایک محل بناؤ تاکہ میں (اس پر چڑھ کر) رستوں پر پہنچ جاؤں

[1] (سُورَةُ غَافِرٍ (٣٦)

{أَسْبَابَ السَّمَاوَاتِ فَأَطَّلِعَ إِلَى إِلَهِ مُوسَى وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ كَاذِبًا وَكَذَلِكَ زُيِّنَ سُوءُ عَمَلِهِ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيلِ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ} [1]

ترجمہ : (یعنی) آسمانوں کے رستوں پر، پھر موسیٰ علیہ السلام کے اللہ تعالی کو دیکھ لوں اور میں تو اسے جھوٹا سمجھتا ہوں۔ اور اسی طرح فرعون کو اس کے اعمال بد اچھے معلوم ہوتے تھے اور وہ رستے سے روک دیا گیا تھا۔ اور فرعون کی تدبیر تو بے کار تھی

{وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُونِ أَهْدِكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ } [2]

اور وہ شخص جو مومن تھا اس نے کہا کہ بھائیو میرے پیچھے چلو میں تمہیں بھلائی کا رستہ دکھاؤں

اس سے معلوم ہوا کہ فرعون کا عقیدہ بھی جہمیہ ، معطلہ جیسا تھا !!، اسے طرح ماتریدیوں (دیوبندی، بریلوی) کے نسفی اپنی تفسیر مدارک میں

{أَأَمِنتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ} [3]

کا ترجمہ یوں لکھتا ہے" کیا اپ اس ذات سے امن میں ہو کہ اس کی سلطنت اسمان میں ہے " دوسرا معنی یہ کیا ہے " کیا اپ اس ذات سے امن میں ہو جو اسمانوں کا خالق ہے " جبکہ درست ترجمہ یہ ہے " کیا تم اس بات سے بے خوف ہوگئے ہو کہ اسمانوں والا تمہیں زمین میں دھنسا دے۔

نسفی آگے لکھتا ہے "مشرکین کا عقیدہ تشبیہ کا تھا کہ اللہ تعالی اوپر ہے، رحمت اور عذاب اوپر سے نازل ہوتا ہے تو اللہ تعالی نے ان کے اس عقیدے کے عین مطابق ان سے قرآن میں فرمایا " کیا آپ اس ذات سے امن میں ہیں کہ آپ گمان رکھتے ہیں کہ وہ (اللہ تعالی) اوپر ہے اور اللہ

---

[1] (سُورَةُ غَافِرٍ (٣٧)

[2] (سُورَةُ غَافِرٍ (٣٨)

[3] [الملك: ١٦]

مکان سے منزہ ہے" اب نسفی کے اس عقیدے کے مطابق ہر وہ شخص مشرک ہے جو اللہ تعالی کی علو کو تسلیم کرتا ھے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ قران، حدیث اور تمام آئمہ کرام اللہ تعالی کی علو کی گواہی دیتے ہیں اور منکرین علو کے بارے میں سخت فتویٰ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا ہے وہ اس شخص پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں جو اللہ تعالی کے علو کا منکر ہو جائے۔المھند علی المفند جو دیوبندی عقائد کی معروف کتاب ہے۔

خلیل احمد سہارنپوری نے اس کے صفحہ ۴۸ پر لکھا ہے۔

علی العرش استوی هل تجوزون اثبات جهة ومكان للباری تعالی ام كيف رايكم فيه ؟

الجواب

قولنا فی امثال تلك الآيات انا نؤمن بها ولا يقال كيف و نومن بالله سبحانه وتعالى متعال ومنزه عن صفات المخلوقين وعن سمات النقص و الحدوث كما هو رأى قدمائنا. واما ما قال المتاخرون من ائمتنا فی تلك الآيات يأولونها بتاويلات صحيحة سائغة فی اللغة والشرع بانه يمكن ان يكون المراد من الاستواء الاستيلاء ومن اليد القدرة الى غير ذلك تقريبًا الى افهام القاصرين فحق ايضا عندنا واما الجهة والمكان فلا نجوز اثباتهما له تعالى ونقول انه تعالى منزه ومتعال عنهما وعن جميع سمات الحدوث.

رحمٰن عرش پر مستوی ہوا، کیا جائز سمجھتے ہو باری تعالیٰ کے لیے جہت و مکان کا ثابت کرنا یا کیا رائے ہے؟

جواب

اس قسم کی آیات میں ہمارا مذہب یہ ہے کہ ان پر ایمان لاتے ہیں اور کیفیت سے بحث نہیں کرتے، یقیناً جانتے ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ مخلوق کے اوصاف سے منزہ اور نقص و حدوث کی علامات سے مبرّا ہے جیسا کہ ہمارے متقدمین کی رائے ہے اور ہمارے متاخرین اماموں نے ان آیات میں جو صحیح اور لغت و شرع کے اعتبار سے جائز تاویلیں فرمائی ہیں تاکہ کم فہم سمجھ لیں مثلاً یہ کہ ممکن ہے استواء سے مراد غلبہ ہو اور ہاتھ سے مراد قدرت، تو یہ بھی ہمارے نزدیک حق ہے۔ البتہ جہت و مکان کا اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کرنا ہم جائز نہیں سمجھتے اور یوں کہتے ہیں کہ وہ جہت و مکانیت اور جملہ علاماتِ حدوث سے منزہ و عالی ہے۔

مسلمانوں غور کریں کہ کیا یہ عقائد امام ابو حنیفہؒ اور دیگر ائمہؒ کے تھے یا یہ ماتریدی، اشعری اور معتزلہ عقائد ہیں۔

کلام اللہ کے متعلق عقیدہ اور ابو حنیفہؒ

۳۔قران کریم کے متعلق متاخرین احناف (دیوبندی، بریلوی) کا امام ابو حنیفہؒ سے بھی عقیدہ مختلف ہے ۔ امام صاحب کا قول فقہ الاکبر میں درج ہے ۔

بلا شبہ قران اللہ تعالی کا کلام ہے۔ قرآن کریم ایسا قول ہے جس کا اللہ سے ظہور ہوا ہم اسکی کیفیت کو نہیں جانتے ، اس کو اللہ تعالی نے اپنے رسول پر وحی کے ذریعے نازل فرمایا ، ایمانداروں نے اس کے حق ہونے کی تصدیق کی اور اس یقین کا اظہار کیا کہ وہ (قران) حقیقتاً اللہ تعالی کا کلام ہے۔انسانوں کے کلام کی طرح مخلوق نہیں، جس شخص نے قران سنا اور اس کو انسانی کلام کہا وہ کافر ہے۔

اللہ تعالی نے اس کی مذمت کی ہے۔اس کو عیب والا کہا اور اس کے لیے جہنم کی دھمکی دی ۔ چنانچہ فرمایا سورہ مدثر میں .

{سَأُصْلِيهِ سَقَرَ} [1]

ترجمہ : میں عنقریب اسے دوزخ میں ڈالوں گا۔

اللہ تعالی نے یہ دھمکی اسلے دے کہ انہوں نے کہا ۔

{إِنْ هَذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ} [2]

ترجمہ : یہ تو انسانوں کا کلام ہے تو ہم اس یقین پر ہیں کہ یہ اللہ تعالی کا کلام ہے انسانوں کے قول کے مشابہ نہیں ہے۔

---

[1] [المدثر: ٢٦]

[2] [المدثر: ٢٥]

اہل سنت کا اتفاق

ابن اِبِی العز حنفیؒ کا قول یہ ہے .اہل سنت ، مذاھب اربعہ وغیرہ کے حاملین ، متقدمین اور متاخرین اس نظریے پر متفق ہیں کہ قران اللہ تعالی کا کلام اور غیر مخلوق ہے۔[1]

دوسری طرف دیوبندی، بریلوی وغیرہ کہتے ہیں کہ کلام اللہ دو قسم کا ہے.

۱- کلام لفظی ۲- کلام نفسی . کلام لفظی مخلوق ہے یعنی بسم اللہ سے لیکر سورۃ الناس تک یہ کلام لفظی ہے اور یہ مخلوق ہے اور کلام نفسی غیر مخلوق ہے جیسا کہ تفتازانی نے شرح عقائد میں لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے ۔

تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالی کی کتاب دو قسم کی ہے ۔ لفظی اور نفسی ان دونوں کی نسبت اللہ تعالی کی طرف ہوتی ہے۔ کلام نفسی اللہ تعالی کی (کلام) صفت ہے اور غیر مخلوق ہے اور کلام لفظی جو سورتوں اور آیات کا مجموعہ ہے جس کی نسبت اللہ تعالی کی طرف کی جاتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالی کی مخلوق ہے ۔[2]

شرح عقائد کے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اس مسئلے میں یہ لوگ معتزلہ سے بھی بدتر ہیں کیونکہ معتزلہ قران پاک کو مخلوق کہتے ہیں لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ قران اللہ تعالی کا کلام بھی ہے۔ دیوبندی،،بریلی وغیرہ قران کو مخلوق تسلیم کرتے ہیں اور قران کو اللہ تعالی کا کلام تسلیم نہیں کرتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالی کے کلام سے عبارت یا حکایت ہےاور یہ دال ہے اللہ تعالی کے کلام پر ۔

شاگرد کا استاد سے مناظرہ

---

[1] (شرح عقیدہ طحاویہ۲۳٤)

[2] " شرح عقائد، ص ٤٩-)

امام یوسفؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو حنیفہؒ سے چھ مہینے تک اس مسئلے (قران کے بارے) میں مناظرہ کیا تو اخر ہمارے درمیان اس بات پر اتفاق ہوا "کہ جس نے بھی قران پاک کو مخلوق کہا وہ کافر ہے" [1]

بزدوی اپنے کتاب "اصول بزدوی" میں لکھتے ہیں،

"وَ صَحَّ هذَا الْقَوْلُ عَنْ مُحَمَّدٍ"

اور یہ قول امام محمدؒ سے بھی صحیح (منقول) ہیں ۔

امام ابو حنیفہؒ کس کو کافر کہتے ہیں

اب امام ابو حنیفہؒ اور دیگر آئمہؒ کے فتووں کی رو سے ان لوگوں پر کفر کا فتوی آجاتا ہے جو قران کو مخلوق کہتے ہیں اور قران کو لفظی اور نفسی کلام میں تقسیم کرتے ہیں ۔

ایمان کی تعریف ابو حنیفہؒ سے

ایمان کے مسئلے میں متاخرین نے ابو حنیفہؒ سے اختلاف کیا ہے۔

امامؒ کے نزدیک ایمان مرکب ہے تین چیزوں سے ، ۱۔ اقرار باللسان ، ۲ - تصدیق بالقلب ، ۳ ۔ عمل ،اس کو سمرقندی نے بستان العارفین میں صفحہ ۹۶ پر لکھا ہے

{الایمان اقرار باللسان و تصدیق بالقلب والعمل من شرائعه وهو قول ابی حنیفةؒ و اصحابه و به ناخذ}

ترجمہ :ایمان زبان سے اقرار کرنا ، دل سے تصدیق کرنا اور شرائع ایمان کے ساتھ عمل کرنے کا نام ہے ۔ اور یہ قول ابو حنیفہؒ اور اسکے ساتھیوں کا ہے ۔امام طحاویؒ فرماتے ہیں۔

"ایمان اقرار باللسان، تصدیق بالقلب کا نام ہے جو شریعت اور وضاحت رسول صلی اللہ علیہ

---

[1] مختصر العلو ۱۵۳

وسلم سے باسند ثابت ہے وہ سب حق ہے [1]

اس کی تشریح میں ابن ابی العزؒ لکھتے ہیں ،

"ایمان کے بارے میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے ۔امام مالکؒ، امام شافعیؒ، احمدؒ ، اوزاعیؒ، اسحاق بن راہویہؒ، جملہ محدثین ،اہل مدینہ ،اہل ظاہر اور متکلمین کی ایک جماعت کا قول ہے کہ ایمان تصدیق بالقلب ،اقرار بالسان اور عمل بالارکان کا نام ہے [2]

دیوبندیوں کا جمہور سے اختلاف

دوسری طرف دیوبندی ،.بریلوی کہتے ہیں کہ ایمان صرف تصدیق کو کہتے ہیں اور اقرار صرف دنیاوی احکام کے اجرا کے لیے شرط ہے (یعنی اس کو کافر نہیں کہا جائے گا، مسلمانوں میں ان کا شمار ہوگا۔ان کا جان و مال محفوظ ہوگا وغیرہ) ۔یہ بات تفتازانی نے شرح عقائد مین بیان کی ہے۔ ان لوگوں کی سوچ کے مطابق تصدیق ایک باطنی چیز ہے اسکے اظہار کے لیے ایک ظاہری چیز کی ضرورت ہے اور وہ اقرار بلسان ہے ۔مزید لکھتا ہے کہ جس نے تصدیق کیا لیکن زبان سے اقرار نہیں کیا تو وہ بھی اللہ کے ہاں مومن ہے ۔

شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ اس مذہب (صرف تصدیق) کو ابو منصور ماتریدی نے ترجیح دی ہے۔

مسلمانوں ، آئمہ اربعہؒ کے اقوال اور متاخرین احناف کے اقوال میں زمین اور اسمان کا فرق ہے اب سوال یہ ہے یہ لوگ ابو حنیفہؒ کے مذہب پر ہیں یا منصور ماتریدی کے مذہب پر ؟ اور کیا فرعون ان لوگوں کے نزدیک کافر ہے یا مومن ؟فرعون بھی دل سے تصدیق کرتا تھا لیکن اللہ تعالی نے اس کو کافر قرار دیا :

---

[1] (ش-طحاویہ ٤٢٢)

[2] (شرح عقیدہ طحاویہ ٤٢٢)

{وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ }[1]

ترجمہ :اور بےانصافی اور غرور سے ان سے انکار کیا لیکن ان کے دل ان کو مان چکے تھے ۔ سو دیکھ لو فساد کرنے والوں کاانجام کیساہوا .

ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص جو معذور نہ ہو زبان سے اقرار نہ کرے تو وہ ہمارے نزدیک کافر ہے ۔اسی طرح کاقول ابن حزمؒ اورابن تیمیہؒ کا بھی ہے۔

دیوبندیوں اوربریلیوں نے امامؒ سے خبراحادکے سلسلے میں بھی جدامذھب اختیار کیا ہے ۔

خبر واحد اورامام ابو حنیفہؒ

امامؒ خبر واحد سے استدلال کرتے تھے جیسا کہ معاویہ بن الحکم رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال پکڑاہے۔ [2]

امام محمدؒ فرماتے ہیں " صفات کے یہ احادیث ثقہ راویوں نے نقل کیے ہیں ۔ ہم بھی روایت کریں گے اوراس پر ایمان رکھیں گے ۔اور کیفیت کی تفسیر نہیں کریں گے ۔ [3]

امام طحاویؒ فرماتے ہیں۔

{ كُلُّ مَا جَاءَ فِي الحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ فَهوَ كَمَا قَالَ}

ترجمہ : اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس قدر صحیح احادیث مروی ہیں ہم انھیں درست مانتے ہیں ان کے وہی معنی صحیح ہیں جس کا آپ نے ارادہ کیا ہے، ہم اپنی جانب سے دخل اندازی جائز نہیں سمجھتے، نہ تواپنے آراء سے کسی تاویل کاارتکاب کرتے ہیں اور نہ ہی

---

[1] (سُورَةُ النَّمْلِ (١٤)

[2] (فقہ الابسط)

[3] (شرح اعتقاد اہل السنة العقيده الحمويہ، ص٣٦، ابن تیمیہؒ)

اپنی خواہشات کے مطابق کسی وہم میں مبتلا ہوتے ہیں۔اس لیے کہ دین میں وہی شخص سلامتی سے ہم کنار ہے جو اللہ تعالی اور رسول اللہ علیہ سلام کے تشریحات کو مانتا ہے۔اور مشتبہ چیزوں کو ان کے جاننے والے کی جانب لوٹاتے ہیں۔

دیوبندی ابو حنیفہؒ کو جواب دیتے ہیں

اب دیوبندی اور بریلیوں کے عقائد بھی سنیے جب خبر واحد آجاتی ہے تو تین جواب کرتے ہیں۔

ا- یہ ظنی ہے یقینی نہیں ہے ۔

ب- خبر واحد سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا۔ نبراس،[1]

ج- خبر واحد جب قیاس کے خلاف آجائے تو اگر تاویل کرنا ممکن ہو تو تاویل کریں گے۔ اور اگر تاویل کرنا ممکن نہ ہو تو رد کریں گے[2]

دیوبندیوں کا امام صاحب اور فقہ حنفی سے اختلاف

امام صاحب تقلید کے نہ قائل تھے اور نہ ہی وہ شاگردوں کو تقلید کا حکم دیتے تھے یہی وجہ کہ امام صاحب کے تلامذہ نے ان سے شدید اختلاف کئے ہیں جس کی تفصیل بعض کے تراجم میں آرہی ہے مگر ہم یہاں موجودہ احناف کا فقہ حنفیہ سے اختلاف بیان کردیتے ہیں ۔

ا- تعلیم القرآن پر اجرت جائز نہیں ۔[3]

آج کی اکثر قراء اور مدرسین صرف تعلیم کی اجرت پر گزارہ کررہے ہیں۔

---

[1] شرح عقائد ص٤٤٩

[2] (اصول الشاشی)

[3] وَلَا يَجُوزُ أَنْ يَسْتَأْجِرَ رَجُلًا لِيُعَلِّمَ وَلَدَهُ الْقُرْآنَ أَوْ الْفِقْهَ، أَوْ الْفَرَائِضَ عِنْدَنَا. المبسوط (وَلَا الِاسْتِئْجَارُ عَلَى الْأَذَانِ وَالْحَجِّ، وَكَذَا الْإِمَامَةُ وَتَعْلِيمُ الْقُرْآنِ وَالْفِقْهِ) الهداية ٣\ ٢٣٨ \ [كِتَابُ الْإِجَارَاتِ] [بَابُ الْإِجَارَةِ الْفَاسِدَةِ] العناية شرح الهداية ٩\ ١٩٧\

۲۔عورتوں کا مسجد میں جانا مکروہ ہے ۔[1]

مگر آج کے دور میں اختلاف کی مساجد میں عورتوں گیلریاں تعمیر ہو چکی ہیں اور عورتی جمعہ کے خطبوں میں اور تراویح کی نماز پہن کے لئے مساجد میں جاتی ہیں ۔(جسکا ثبوت فیصل مسجد اسلام اباد میں آپ دیکھ سکتے ہیں)

۳۔امام قرآن کے بجائے سنت کا زیادہ عالم ہو۔[2]

مگر آج مشاہدہ میں ہے کہ احناف کی اکثر مساجد میں صرف لفظی حافظ اور مخارج کے ادا کرنے کے ماہر قاری ہیں ۔ جن کا قرآن اور سنت فہمی سے زیادہ تعلق نہیں ہے ۔

۴۔نماز جنازہ غائبانہ جائز نہیں ۔[3]

مگر آج احناف کے بڑے بڑے شیوخ غائبانہ نماز جنازہ پڑھا رہے ہیں جس کی متعدد مثالیں روزانہ چھپنے والی اخبارات کی مع تصویر زینت بن چکی ہیں ۔

۵۔دیہات میں جمعہ نہیں ۔[4]

آج تو چند گھروں پر مشتمل ڈیروں پر بھی احناف کے جمعہ کے خطبے ہو رہے ہیں ۔

۶۔دیہات میں عید نہیں ۔[5]

مگر آج کونسا دیہات ہے جہاں عید کی نماز ادا نہیں کی جاتی۔

۷۔مفقود الخبر کے بارہ میں فقہ حنفی کچھ اور کہتی ہے ۔

مگر اکابر دیو بند کا فتوی اس بارہ میں امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب کے مطابق چار سال پر ہے۔

---

[1] وَيُكْرَهُ لَهُنَّ حُضُورُ الْجَمَاعَاتِ . الهداية ۱ \ ۵۸ \ [بَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ] [بَابُ الْإِمَامَةِ]

[2] وَأَوْلَى النَّاسِ بِالْإِمَامَةِ أَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَإِن تساووا فأقرؤهم . الهداية [بَابُ الْإِمَامَةِ] ۱ \ ۵۷ \

[3] فَلَا تَصِحُّ عَلَى غَائِبٍ . رد المحتار على الدر المختار [كِتَابُ الصَّلَاةِ] ۲ \ ۲۰۹ \

[4] لَا تَصِحُّ الْجُمُعَةُ إِلَّا فِي مِصْرٍ جَامِعٍ، أَوْ فِي مُصَلَّى الْمِصْرِ، وَلَا تَجُوزُ فِي الْقُرَى . الهداية [بَابُ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ] ۱ \ ۸۲ \

[5] فَلَيْسَ عَلَى أَهْلِ الْقُرَى صَلَاةُ الْعِيدِ، المبسوط [أَوَّلُ وَقْتِ الْأُضْحِيَّةِ]

۸ -دوہری جماعت جائز نہیں ۔[1]

مگر ہم دیکھ رہے ہیں کہ حنفی کئی کئی جماعتیں کراتے ہیں ۔

۹ -امام کوامین نہیں کہنی چاہئے ۔[2]

مگر موجودہ احناف کا عمل اس کے بر عکس ہے امام بھی نماز میں آمین کہتا ہے خواہ وہ دل میں ہی کہتا ہو۔

۱۰ -ایک شہر میں جمعہ کے متعدد خطبات کی فقہ حنفی میں نص نہیں ۔[3]

مگر یہاں توہر شہر میں بیسیوں خطبے بیک وقت ہو رہے ہیں۔

یہ اختلاف کیوں ؟اس لئے کہ فقہ حنفی کی بنیاد آراء وقیاس پر ہے اور آراء وقیاس میں تبدیلی کا ہونا بدیہی امر ہے۔

فصل نمبر۔ ۳

من تشبه بقوم فهو منهم

مسلمانوں ، بعض مسائل ایسے تھے جن پر جاہل لوگ عمل کرتے تھے اور اج کے باطل پرست بھی ان پر عمل پیرا ہیں۔ نیچے کچھ مسائل کاہم ذکر کرتے ہیں ۔

قبر پرستی سے نفرت کرنی چاہیے.

ا ۔ اللہ تعالی کے ساتھ نیک بندوں کو دعاوں اور عبادات میں شریک کرتے تھے،ساتھ یہ بھی کہتے تھے کہ یہ اللہ تعالی کے ہاں ہمارے سفارشی ہونگے جیساکہ سورہ یونس میں ہے۔

---

[1] تَكْرَارَ الْجَمَاعَةِ فِي مَسْجِدٍ وَاحِدٍ مَكْرُوهٌ عِنْدَنَا < رد المحتار على الدر المختار ١١١ ٥٦٤ [كِتَابُ الصَّلَاةِ]

[2] لَا يُؤَمِّنُ الْإِمَامُ؛ لِأَنَّهُ دَاعٍ . تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق [فَصْلٌ الشروع فِي الصَّلَاة وَبَيَان إحرامها وأحوالها]١ ١١٣ ١١ البناية شرح الهداية ٢١٥ ٢١

[3] عَدَمُ جَوَازِ تَعَدُّدِهَا فِي مِصْرٍ وَاحِدٍ، وَهُوَ خِلَافُ الْمَنْصُوصِ عَلَيْهِ رِوَايَةً وَدِرَايَةً . البحر الرائق شرح كنز الدقائق١٦٦ ٢١

{وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ}[1]

ترجمہ : اور یہ (لوگ) اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو نہ ان کا کچھ بگاڑ ہی سکتی ہیں اور نہ کچھ بھلا ہی کر سکتی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالی کے پاس ہماری سفارش کرنے والے ہیں۔ کہہ دو کہ کیا تم اللہ تعالی کو ایسی چیز بتاتے ہو جس کا وجود اسے نہ آسمانوں میں معلوم ہوتا ہے اور نہ زمین میں۔ وہ پاک ہے اور (اس کی شان) ان کے شرک کرنے سے بہت بلند ہے
آج کل اھل بدعت قبروں کی زیارت کے لیے جا کر وہاں دعائیں اس خیال سے مانگتے ہیں کہ ہم اِن (قبر والوں) کو اپنی حاجتیں عرض کریئنگے۔ اور یہ آگے ہمارے سفارشی ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ اولیاء اللہ تعالی ہیں ۔

اسلام میں فرقے اور مذاہب بنانا منع ہے

۲ ۔ ان لوگوں نے اللہ تعالی کے دین میں فرقہ بندی کی تھی۔ جیسا کہ سورہ روم میں ہے۔

{مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ }[2]

ترجمہ : (اور نہ) اُن لوگوں میں (ہونا) جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور (خود) فرقے فرقے ہو گئے۔ سب فرقے اسی سے خوش ہیں جو اُن کے پاس ہے ۔

آج کے دور میں مسلمان اس فرقہ بندی کا شکار ہیں جیسا کہ دیوبندی، بریلوی وغیرہ اور ہر کوئی اپنے مسلک پر خوش ہے۔

حالانکہ اللہ تعالی نے سورہ الشوریٰ میں فرقہ بندی سے منع فرمایا ہے۔

---

[1] (سُورَةِ يُونُس (١٨)

[2] [الروم: ٣٢]

{شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ} [1]

ترجمہ: اسی نے تمہارے لئے دین کا وہی رستہ مقرر کیا جس (کے اختیار کرنے کا) نوح کو حکم دیا تھا اور جس کی (اے محمد ﷺ) ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو حکم دیا تھا (وہ یہ) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔ جس چیز کی طرف تم مشرکوں کو بلاتے ہو وہ ان کو دشوار گزرتی ہے۔ اللہ تعالی جس کو چاہتا ہے اپنی بارگاہ کا برگزیدہ کرلیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرے

اسے اپنی طرف رستہ دکھا دیتا ہے۔ سورہ انعام میں ہے

{إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ} [2]

ترجمہ: جن لوگوں نے اپنے دین میں (بہت سے) رستے نکالے اور کئی کئی فرقے ہو گئے ان سے تم کو کچھ کام نہیں ان کا کام اللہ تعالی کے حوالے پھر جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں وہ ان کو (سب) بتائے گا۔ سورۃ ال عمران میں ارشاد ہے،

{وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ

---

[1] سورہ شوریٰ (۱۳)

[2] سورہ انعام (۱۵۹)

تَهْتَدُونَ}[1]

ترجمہ : اور سب مل کر اللہ تعالی کی (ہدایت کی رسی) کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا اور اللہ تعالی کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو اللہ تعالی نے تم کو اس سے بچالیا اس طرح اللہ تعالی تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

{وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ}[2]

ترجمہ : اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہو گئے اور احکام بین آنے کے بعد ایک دوسرے سے اختلاف کرنے لگے یہ وہ لوگ ہیں جن کو قیامت کے دن بڑا عذاب ہوگا۔

تقلید مشرکین کا شیوہ تھا

۳ ۔ ان (پچھلے) لوگوں (کفار) کا دین کچھ قوائد اور اصول پر مشتمل تھا جن میں سب سے بڑا اصول تقلید کا تھا۔ جیسا کہ سورہ الزخرف میں ہے ۔

{وَكَذَلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَى أُمَّةٍ
وَإِنَّا عَلَى آثَارِهِمْ مُقْتَدُونَ}[3]

ترجمہ : اور اسی طرح ہم نے تم سے پہلے کسی بستی میں کوئی ہدایت کرنے والا نہیں بھیجا مگر

---

[1] سورہ ال عمران(۱۰۳)

[2] سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ (۱۰۵)

[3] سورہ الزخرف (۲۳)

وہاں کے خوشحال لوگوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک راہ پر پایا اور ہم قدم بقدم ان ہی کے پیچھے چلتے ہیں۔سورہ لقمان میں ہے۔

{وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطَانُ يَدْعُوهُمْ إِلَى عَذَابِ السَّعِيرِ }[1]

ترجمہ : اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ جو (کتاب) اللہ نے نازل فرمائی ہے اُس کی پیروی کرو۔ تو کہتے ہیں کہ ہم تو اسی کی پیروی کریں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا۔ بھلا اگرچہ شیطان ان کو دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا ہو (تب بھی ؟)۔

{وَإِذَا تُتْلَى عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَذَا إِلَّا رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُآبَاؤُكُمْ وَقَالُوا مَا هَذَا إِلَّا إِفْكٌ مُفْتَرًى وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ}[2]

ترجمہ : اور جب ان کو ہماری روشن آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں یہ ایک (ایسا) شخص ہے جو چاہتا ہے کہ جن چیزوں کی تمہارے باپ دادا پرستش کیا کرتے تھے ان سے تم کو روک دے اور (یہ بھی) کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) محض جھوٹ ہے (جو اپنی طرف سے) بنا لیا گیا ہے۔ اور کافروں کے پاس جب حق آیا تو اس کے بارے میں کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے .

{وَمَا آتَيْنَاهُمْ مِنْ كُتُبٍ يَدْرُسُونَهَا وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَذِيرٍ} [3]

ترجمہ : اور ہم نے نہ تو ان (مشرکوں) کو کتابیں دیں جن کو یہ پڑھتے ہیں اور نہ تم سے پہلے ان کی طرف کوئی ڈرانے والا بھیجا مگر یہ کہ انہوں نے تکذیب کی۔

---

[1] سورہ لقمان (٢١)

[2] (سُورَةُ سَبَأ (٤٣)

[3] سُورَةُ سَبَأ (٤٤)

{وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوا مِعْشَارَ مَا آتَيْنَاهُمْ فَكَذَّبُوا رُسُلِي فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ}[1]

ترجمہ : اور جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے تکذیب کی تھی اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا تھا یہ اس کے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچے تو انہوں نے میرے انبیاء (علیہم السلام) کو جھٹلایا۔ سو میرا عذاب کیسا ہوا

{قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ أَنْ تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنَى وَفُرَادَى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جِنَّةٍ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ} [2]

ترجمہ : کہہ دو کہ میں تمہیں صرف ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ تعالی کے لئے دو دو اور اکیلے اکیلے کھڑے ہو جاؤ پھر غور کرو۔ تمہارے رفیق کو جنون نہیں وہ تم کو عذاب سخت (کے آنے) سے پہلے صرف ڈرانے والے ہیں ۔

حق کثرت سے نہیں دلیل سے جانا جاتا ہے

آج کے دور کے مقلدین نے بھی یہی روش اختیار کی ہے سب سے بڑا اصول کفار کے ہاں اکثریت کو ترجیح دینا تھا ۔اور اس اصول سے وہ دھوکہ کھاتے تھے وہ اپنے باطل دین میں یہی اصول استعمال کرتے تھے۔ جبکہ اس اصول پر اللہ تعالی نے سورہ انعام میں رد کیا ہے ۔

{وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ } [3]

ترجمہ : اور اکثر لوگ جو زمین پر آباد ہیں (گمراہ ہیں) اگر تم ان کا کہا مان لوگے تو وہ تمہیں اللہ

---

[1] (سُورَةُ سَبَأَ (٤٥)

[2]) (سُورَةُ سَبَأَ (٤٦)

[3] سورہ انعام (١١٦)

تعالی کا رستہ بھلا دیں گے یہ محض خیال کے پیچھے چلتے اور نرے اٹکل کے تیر چلاتے ہیں آج کے مقلدین بھی اکثریت کو ترجیح دیتے ہیں۔

غلو فی الصالحین ممنوع ہے

۵ ۔ علماء اور صالحین کی شان میں غلو کرتے تھے۔ جیسا کہ سورہ النساء میں ہے۔

{يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ انْتَهُوا خَيْرًا لَكُمْ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَهٌ وَاحِدٌ سُبْحَانَهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا} [1]

ترجمہ: اے اہل کتاب اپنے دین (کی بات) میں حد سے نہ بڑھو اور اللہ تعالی کے بارے میں حق کے سوا کچھ نہ کہو۔ مسیح (یعنی) مریم (علیہا السلام) کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام (نہ اللہ تعالی تھے نہ اللہ تعالی کے بیٹے بلکہ) اللہ تعالی کے رسول اور اس کا کلمۂ (بشارت) تھے جو اس نے مریم کی طرف بھیجا تھا اور اس کی طرف سے ایک روح تھے تو اللہ تعالی ہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ ۔اور (یہ) نہ کہو (کہ اللہ تعالی) تین ہیں۔ (اس اعتقاد سے) باز آؤ کہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اللہ تعالی ہی معبود واحد ہے اور اس سے پاک ہے کہ اس کے اولاد ہو۔ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے ۔اور اللہ تعالی ہی کارساز کافی ہے ۔

یہ طریقہ سراسر غلط ہے

یہ طریقہ آج کے مقلدین اور خاص کر تبلیغی فرقے کا ہے۔ مقلدین کا مروجہ تبلیغی فرقہ بغیر

---

[1] سورہ النساء(۱۷۱)

تحقیق کے اپنے اکابر کے قصوں پر اندھا اعتماد کرتے ہیں جبکہ حقیقت میں وہ قصے من گھڑت اور قران و حدیث کے مخالف ہوتے ہیں۔ دوسری طرف ابن عربی، بایزید بسطامی ، منصور حلاج جیسے شخصیات جن پر علماء اہل سنت نے کفر کے فتوئے دیے ہیں ، کی شان میں حد سے زیادہ غلو کرتے ہیں۔ شیخ اکبر اور ولی اللہ جیسے القابات سے یاد کرتے ہیں ۔دیکھیں فضائل صدقات ، کلیات امدادیہ .

تحریف گناہ کبیرہ ہے

٦ ۔کتاب اللہ میں تحریف کرتے تھے ۔ جیساکہ سورہ بقرہ میں ہے ۔

{فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ }[1]

ترجمہ : تو ان لوگوں پر افسوس ہے جو اپنے ہاتھ سے تو کتاب لکھتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ یہ اللہ تعالی کے پاس سے (آئی) ہے ، تاکہ اس کے عوض تھوڑی سے قیمت (یعنی دنیوی منفعت) حاصل کریں۔ ان پر افسوس ہے ، اس لیے کہ (بےاصل باتیں) اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں اور (پھر) ان پر افسوس ہے،اس لیے کہ ایسے کام کرتے ہیں۔

آج کے مقلدین اور منکرین حدیث کو جب حدیث پہنچ جاتی ہے اور وہ حدیث مسلک کے خلاف ائے تو غلط تاویلات اور تحریفات کرتے ہیں۔

حق کا معیار کیا ہے

۷۔ یہ حق کو نہیں جانتے تھے ان کو صرف وہی بات حق معلوم ہوتی تھی جو ان کے مذھب میں موجود ہوتی یا ان کے بزرگوں سے منسوب ھوتی۔ جیساکہ سورہ بقرہ میں ہے۔

---

[1] سورہ بقرہ ۷۹

{وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا نُؤْمِنُ بِمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَرَاءَهُ وَهُوَالْحَقُّ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَهُمْ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنْبِيَاءَ اللَّهِ مِنْ قَبْلُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ} [1]

ترجمہ : اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو (کتاب) اللہ تعالی نے (اب) نازل فرمائی ہے، اس کو مانو۔ تو کہتے ہیں کہ جو کتاب ہم پر (پہلے) نازل ہو چکی ہے، ہم تو اسی کو مانتے ہیں۔ (یعنی) یہ اس کے سوا کسی اور (کتاب) کو نہیں مانتے ، حالانکہ وہ (سراسر) سچی ہے اور جو ان کی (آسمانی) کتاب ہے، اس کی بھی تصدیق کرتی ہے۔ (ان سے) کہہ دو کہ اگر تم صاحبِ ایمان ہوتے تو اللہ تعالی کے انبیاء (علیہم السلام) کو پہلے ہی کیوں قتل کیا کرتے ۔یہ حال مقلدین کا بھی ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں " قران اور حدیث ہماری سمجھ سے باہر ہے۔اور ہمارے بزرگوں کی جو تشریحات مروجہ فقہ میں موجود ہیں ان کو لیں گے ۔

فرقہ ناجیہ [2] کے دعویدار اور انکا اصلی حقدار

۸ ۔ یہود اور نصاریٰ دعویٰ کرتے تھے کہ وہ فرقہ ناجیہ میں سے ہیں ،اللہ تعالی نے قران کے سورہ بقرہ میں ان لوگوں کا رد کیا۔

{وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَى تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ} [3]

ترجمہ :اور (یہودی اور نصرای) کہتے ہیں کہ یہودیوں اور نصرانیوں کے سوا کوئی بہشت میں نہیں جائے گا۔ یہ ان لوگوں کے خیالاتِ باطل ہیں۔ (اے نبی (علیہ السلام) سے) کہہ دو کہ اگر سچے

---

[1] سورہ بقرہ۹۱

[2] نجات والا فرقه

[3] سورہ بقرہ۱۱۱

ہو تو دلیل پیش کرو۔

آج کے دیوبندی، بریلوی، تبلیغی وغیرہ ہر ایک اپنے اپ کو فرقہ ناجیہ میں شمار کرتے ہیں، لیکن ہم ان سے مطالبہ کرتے ہیں،

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔

(ترجمہ) اگر تم سچے ہو کوئی دلیل پیش کرو.

مذہبی تعصب

۹ ۔ یہود و نصاری میں انتہائی مذہبی تعصب موجود تھا۔ جیسا کہ سورۃ ال عمران میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے ۔

وَلَا تُؤْمِنُوا إِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِينَكُمْ قُلْ إِنَّ الْهُدَى هُدَى اللَّهِ أَنْ يُؤْتَى أَحَدٌ مِثْلَ مَا أُوتِيتُمْ أَوْ يُحَاجُّوكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ [1]

ترجمہ :اور اپنے دین کے پیرو کے سوا کسی اور کے قائل نہ ہونا (اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دو کہ ہدایت تو اللہ تعالی ہی کی ہدایت ہے (وہ یہ بھی کہتے ہیں) یہ بھی (نہ ماننا) کہ جو چیز تم کو ملی ہے ویسی کسی اور کو ملے گی یا وہ تمہیں اللہ کے روبرو قائل معقول کر سکیں گے یہ بھی کہہ دو کہ بزرگی اللہ تعالی ہی کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالی وسعت والا (اور) جاننے والا ہے۔یہ حالت مقلدیں (دیوبندی ، بریلوی وغیرہ) کی بھی ہے، یہ لوگ صرف اپنے علماء کے فتویٰ جات پر عمل کرتے ہیں اگرچہ بعض اوقات وہ غلط بھی ہوتے ہیں ،اپنے علماء کے علاوہ دوسرے علماء کی طرف توجہ نہیں کرتے ۔ سوچنے کا مقام ہے کہ آیا یہ یہودیت ہے یا اسلام؟

---

[1] سورہ العمران ۷۳

بغیر علم فتوی دینا حرام ہے

۱۰۔ بغیر علم کے وہ (یہود ، نصاری) لوگوں کو گمراہ کہتے تھے جیسا کہ سورۃ بقرۃ میں ہے،

{وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَى تَهْتَدُوا قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ} [1]

ترجمہ :اور (یہودی اور نصاری) کہتے ہیں کہ یہودی یا نصرانی بن جاؤ تو سیدھے رستے پر لگ جاؤ گے ۔ (اے نبی (علیہ السلام) ان سے) کہہ دو، (نہیں) بلکہ (ہم) دین ابراہیم (علیہ السلام) (اختیار کئے ہوئے ہیں) جو ایک اللہ تعالی کے پرستار تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔یہ طریقہ آج کے دور کے مقلدین کا بھی ہے، خاص کر ہند و پاک اور افغانستان کے مقلدین اھل حق کو گمراہ کہتے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ شیخ عبد القادر نے اپنی کتاب "غنیتہ الطالبین" میں ان لوگوں (متاخرین احناف) کو گمراہ فرقہ قرار دیا ہے ۔

محبت کب سچی ہوتی ہے

۱۱ ۔ یہود و نصاریٰ اللہ تعالی کے دین کو چھوڑ کر بھی اللہ تعالی سے محبت کے دعوے کرتے تھے، اللہ تعالی نے ان لوگوں سے مطالبہ کیا،

{قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ } [2]

ترجمہ : (اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ تعالی کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالی بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہے یہود و نصاری جاننے کے باوجود بھی حق کو چھپاتے تھے۔ جیسا کہ سورہ

---

[1] سورہ بقرہ ۱۳۵

[2] (سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ (۳۱)

بقرہ میں ہے

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ [1]

ترجمہ :اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ، اور سچی بات کو جان بوجھ کر نہ چھپاؤ یہ طریقہ اھل بدعت نے بھی اختیار کیا ہے۔

محض دعوی فائدہ نہیں دیتا

۱۳_ یہود دعویٰ کرتے تھے کہ وہ دین ابراھیمی پر ہیں جبکہ وہ دین ابراھیمی سے بہت دور تھے جیسا کہ قران میں اللہ کا ارشاد ہے۔

{يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنْزِلَتِ التَّوْرَاةُ وَالْإِنْجِيلُ إِلَّا مِنْ بَعْدِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ} [2]

ترجمہ :اے اہلِ کتاب تم ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو حالانکہ تورات اور انجیل ان کے بعد اتری ہیں (اور وہ پہلے ہو چکے ہیں) تو کیا تم عقل نہیں رکھتے .

{هَا أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ حَاجَجْتُمْ فِيمَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ} [3]

ترجمہ : دیکھو ایسی بات میں تو تم نے جھگڑا کیا ہی جس کا تمہیں علم تھا مگر ایسی بات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں کچھ بھی علم نہیں اور اللہ تعالی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

{مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ

---

[1] سوره بقره٤٢

[2] (ال عمران)(٦٥)

[3] (ال عمران) (٦٦)

مِنَ الْمُشْرِكِينَ}[1]

ترجمہ :ابراہیم نہ تو یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ سب سے بے تعلق ہو کر ایک (اللہ تعالی) کے ہو رہے تھے اور اسی کے فرماں بردار تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے ۔ (ال عمران)

{إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ} [2]

ترجمہ :ابراہیم سے قرب رکھنے والے تو وہ لوگ ہیں جو ان کی پیروی کرتے ہیں اور نبی (علیہ السلام) (آخرالزمان) اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور اللہ مومنوں کا کارساز ہے۔

مقلدین(دیوبندی۔ بریلوی وغیرہ) بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ سلف صالحین کے منہج پر ہیں۔لیکن حقیقت میں یہ سلف کے منہج سے دور ہیں ، سلف نہ اندھے مقلد تھے اور نہ گمراہ صوفیاء تھے ۔ وہ سیدھے سادے مسلمان تھے قران و حدیث پر عمل پیرا تھے اور ان کاامام صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے ۔سب سے اولی اور افضل لوگ وہ ہیں جو متبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور صحابہ کرام (رضی اللہ عنھم)کے نقش قدم پر ہیں

دعوت صحیح عقیدے کی طرف دینی چاہیے

۱۴ ۔ یہود صحیح عقیدے سے لوگوں کو پھیرا کرتے تھے ۔آج کے دور میں مقلدین کے تبلیغی گروہ نے یہ ذمہ داری اٹھائی ہے کہ لوگوں میں صوفیت اور دیوبندیت عام کریں اور قران و حدیث سے لوگوں کو بے خبر رکھا جائے۔ سلف صالح اور ائمہ کے عقائد کو ختم کرکے اشعری اور ماتریدی عقائد کا پرچار کیا جائے۔

[1] (ال عمران) ٦٧

[2] (ال عمران) ٦٨

فصل نمبر ۴ ۔

{عَلَامَاتُ اَهْلِ السُّنَّةِ وَ الْجَمَاعَةِ}

اس فصل میں ہم اہل السنہ کے چند علامات ذکر کرینگے ۔

١ ـ {اَلْاِلْتِزَامُ بِالْكِتَابِ وَ السُّنَّةِ }

ترجمہ : (کتاب سنت کو لازم پکڑنا، اس پر عمل کرنا، اور اس کو بطور دلیل پیش کرنا۔

٢ ـ {اَلْاِشْتِغَالُ بِطَلَبِ الْعِلْمِ الشَّرْعِيِّ}

ترجمہ : (اہل سنت شرعی حصولِ علم میں مشغول ہونگے ، یعنی یہ لوگ قران و حدیث کے علوم حاصل کرنے میں مشغول ہونگے جبکہ باطل پرست قران و حدیث کے بجائے اور علوم کو ترجیح دیتے ہیں مثال کے طور پر منطق وغیرہ۔

٣ ـ {وَصَفُ اللّٰهِ بِكُلِّ مَا وَصَفَ بِهِ نَفْسَهُ}

ترجمہ : اللہ تعالی نے اپنے لیے جو صفات کتاب و سنت میں ذکر کیے ہیں، یہ لوگ (اہل السنہ) سب پر بلا تاویل ، بلا تحریف ، بلا تشبیہ اور بلا تعطیل ایمان رکھتے ہیں ۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا علم ، قدرت ، سمع بصر ، ہاتھ انکھیں ، قدم ، استویٰ یعنی فوقیت وغیرہ ۔

٤ ـ {اَلْاِيْمَانُ بِاَنَّ الْقُرَانَ كَلَامَ اللّٰهِ غَيْرُ مَخْلُوقٍ}

ترجمہ : اہل السنہ قران مجید کو اللہ تعالی کا کلام تسلیم کرتے ہیں اور جو لوگ قران کو مخلوق کہتے ہیں ان کو کافر کہتے ہیں جبکہ باطل پرست (معتزلہ ، دیوبندی ، بریلوی وغیرہ) قران کو مخلوق کہتے ہیں جیسا کہ شرح عقائد میں ہے کہ قران دو قسم کا ہے ۔ ا_ کلام نفسی ، ۔ ۲ - کلام لفظی ، یہ لوگ صرف کلام نفسی کو اللہ کا کلام کہتے ہیں ، جو کہ بلا حرف اور صوت ہے اور اس کو کسی نے نہیں سنا ، یہ موجودہ قران جو کہ سورتوں اور ایات پر مشتمل ہے اللہ کا کلام نہیں بلکہ مخلوق ہے ۔ اور اللہ کے کلام پر دال ہے ۔ (استغفر اللہ) جہاں تک اس تقسیم کا تعلق ہے یہ اہل السنہ کے ہاں

نہیں ہے بلکہ معتزلہ، جہمیہ ماتریدیہ اس کے قائل تھے اور قران کو اللہ تعالی کی مخلوق کہتے تھے ۔

ایمان کس چیز کو کہا جاتا ہے

٥ ۔ {اَلْاِیْمَانُ قَوْلٌ وَ عَمَلٌ وَ اِعْتِقَادٌ}

ترجمہ : اہل السنہ کے ہاں ایمان تین چیزوں کا مرکب ہے ۔

ا۔ قول (یعنی زبان سے اقرار کرنا)

ب۔ عمل (یعنی اعضاء سے عمل کرنا)

ج۔اعتقاد (یعنی دل سے تصدیق کرنا)

٦ - { اَلْاِیْمَانُ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَ قَضَائِهٖ وَقَدْرِهٖ }

ترجمہ : اہل السنہ اللہ تعالی کے علم، قضاء اور تقدیر پر ایمان رکھتے ہیں۔

٧ - { اَلصَّحَا بَةُ كُلُّهُمْ عُدُوْلٌ }

ترجمہ : اہل السنہ کہتے ہیں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل تھے۔

صحابہ کرام مقلدین کی نظر میں

جبکہ اہل باطل کہتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں بعض غیر عادل بھی تھے۔ جیسا کہ صاحب التلویح حنفی اپنے کتاب کے صفحہ دس (١٠) جلد ٢ پر لکھتا ہے۔

{الا ان الجزم بعدالة (الصحابه) مختص بمن اشهر بذالك والباقون كسائر الناس فيهم عدول و غير عدول}[١]

ترجمہ : خلاصہ یہ ہے کہ جن صحابہ کی عدالت مشہور ہے وہ عادل ہیں اور باقی صحابہ عام مسلمانوں کی طرح ہیں ان میں عادل اور غیر عادل بھی ہیں۔ حقیقت میں یہ قول شیعوں کا ہے۔

[١] التلويح (١٠) جلد ٢

{و یقولون ان الصحابةالکرام غیر عدول}

یہ صحابہ کی شان میں کتنی گستاخی ہے !

۷ – {اَلْخَوْفُ وَ الْحَذِرُ مِنَ الْبِدعِ وَالْمُحْدَثَاتِ}

ترجمہ : اہل السنہ بدعات سے ڈرتے ہیں اور اپنے اپ کو بدعات سے بچاتے ہیں جبکہ اہل بدعت اس کے بر عکس ہیں ۔ جتنا بھی ان لوگوں کا بس چلے تو بدعات پیدا کرتے ہیں ، اور اس پر عمل کرتے ہیں ۔ چند مثالیں یہ ہیں ،

بعض بدعات جو نہایت مضر ہیں

عید میلاد النبی منانا ، عرس ، قبروں کو پکا کرنا ، دعا بعد السنہ اور دعا بعد الفرض (اجتماعی طور پر) ، مردے کے لے اسقاط تقسیم کرنا ، ایصال ثواب کے لے قران خوانی کرنا ۔ خطبہ جمعہ بیٹھ کر دینا وغیرہ ۔ اہل السنہ ان سب بدعات سے بچتے ہیں ۔

خبر واحد پر عمل کرنا چاہیے

۸- {اَلْعَمَلُ بِاَ حَادِیْثِ الْاَحَادِ وَ اِعْتِقَادِ اَنَّهاَ تُفِیْدُ الْعِلْمَ الْقَطْعِیِّ}

ترجمہ : اہل سنت خبر واحد پر بھی عمل کرتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خبر واحد بھی علم یقینی اور قطعی فائدہ دیتا ہے (احاد خبر واحد کی جمع ہے اس سے مراد ایسی حدیث ہے ، جس کے راویوں کی تعداد متواتر حدیث کے راویوں سے کم ہو) ۔ ابن حجر (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں

{وَكُلُّهاَ سِوَی الْاَوَّلِ اَحَادِ}

ترجمہ : اور سارے اول (متواتر) کے علاوہ احاد ہیں ۔

یہ اوپر جو بیان ہوا یہ اہل حق کا مذھب ہے اسکے بر عکس اہل باطل خبر واحد کو ظنی کہتے ہیں ۔ اور کہتے ہیں کہ خبر واحد سے مسلئے کا فرضیت ثابت نہیں ہوتا اور نہ عقیدہ ثابت ہوتا ہے یہ غلط عقیدہ واصل بن عطاء نے پیدا کیا ۔ اس نے حسن بصریؒ کی مجلس سے علحیدگی اختیار کی اور اپنے

لیے ساتھی پیدا کرکے فرقہ معتزلہ کی بنیاد ڈالدی اس غلط عقیدے کو باطل پرستوں (قدریہ ، جہمیہ ، روافض ، پرویزی ، دیوبندی ، بریلوی وغیرہ) نے بہت اہمیت دی۔

خبر واحد کی مثالیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو دعوت کے لیے یمن بھیجا۔ یمن میں وہ اکیلا تھا اور اسکی بات خبر واحد تھی، کسی نے یہ اعتراض نہیں کیا کہ یہ تو اکیلا آدمی ہے اور ہم اس کی بات کو نہیں مانیں گے۔ اسی طرح ابو موسیٰ الاشعری کو "زبید" علاقے بھیجا گیا ، ابوبکر رضی اللہ عنہ کو موسم حج میں لوگوں پر امیر بنا دیا گیا۔ابو عبیدہ اور علی رضی اللہ عنہما کو بالترتیب نجران اور یمن میں قاضی تعینات ہوئے۔ نزدیک اور دور ہر جگہ ایک ایک شخص بطور معلم بھیجا اور جو بھی قبائل دائرہ اسلام میں داخل ہوتے رہے ان کے لیے معلم اور قاضی کا انتظام کیا۔ وہاں کے لوگ اس بات کے پابند تھے کہ وہ اپنے معلم کی بات مانتے اور عمل بھی کرتے۔ یہ بات ابن حزم نے "الاحکام فی الاصول الاحکام" میں بڑی تفصیل سے لکھی ہے۔[1]

٩ – {يَتْرُكُونَ أَقْوَالَ النَّاسِ ، لِلسُّنَّة}

ترجمہ :اہل سنت لوگوں کے اقوال سنت رسول کیلیے چھوڑتے ہیں۔

اہل بدعت سنت کو لوگوں کے اقوال کے لیے چھوڑتے ہیں۔ اہل بدعت کو جب ایک مسئلہ (سنت) ذکر کیا جائے تو جلدی کہتے ہیں کہ یہ ہمارے مذھب میں نہیں ہے۔ اسکی چند مثالیں یہ ہیں۔ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا، آمین اونچی آواز سے کہنا ، رفع الیدین کرنا رکوع سے پہلے اور بعد ، جنازے میں فاتحہ پڑھنا وغیرہ اور بھی بہت سے سنت ہیں جو اہل بدعت لوگوں کی مخالفت اور باتوں کی وجہ سے چھوڑتے ہیں۔

[1] اس سے بھی زیادہ تفصیل الصواعق المرسلہ میں ہے

دسویں علامت اور ان کی تفصیل

١٠- {أَنَّ أَهْلَ السُّنَّةِ يَعْرِضُونَ أَقْوَالَ النَّاسِ عَلَيْهِمْ فَمَا وَافَقَهَا قَبِلُوهُ وَمَا خَالَفَهَا طَرَحُوهُ}

ترجمہ :اہل سنت لوگوں کے اقوال کو سنت رسول ﷺ پر پرکھتے ہیں۔ اگر موافق سنت ہو تو لیتے ہیں اور اگر خلاف سنت ہو تو چھوڑتے ہیں اس کے برعکس "

{وَأَهْلَ الْبِدَعِ يَعْرِضُونَهَا عَلَى آرَاءِ الرِّجَالِ، فَمَا وَافَقَ آرَاءَهَا مِنْهَا قَبِلُوهُ وَمَا خَالَفَهَا تَرَكُوهُ وَتَأَوَّلُوهُ}

ترجمہ :اور اہل بدعت سنت رسول کو لوگوں کے آراء پر پیش کرتے ہیں اگر سنت ان کے آراء کے موافق ہو جاتی ہے تو قبول کر لیتے ہیں اور اگر خلاف آراء آجائے تو (سنت) کو چھوڑتے ہیں یہ کام آج کے دور میں جعلی احناف کا ہے۔ ان لوگوں کو جب سنت رسول پیش کی جائے تو یہ لوگ ھدایہ ، عالمگیری اور شامی وغیرہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ حدیث اگر ان لوگوں کے آراء کے موافق ہو تو قبول کرتے ہیں اور اگر خلاف آئے تو پھر حدیث کو رد کرتے ہیں اور فقہ کی کتابوں سے بے سند اور غیر مدلل اقوال لیتے ہیں۔ ڈھٹائی کے ساتھ کہتے ہیں یہ حدیث خبر واحد ہے اور خبر واحد ظنی ہوتا ہے دوسرا اعتراض یہ ہوتا ہے کہ یہ حدیث ابوہریرہ، انس یا ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنھم سے روایت کی گئی ہے اور مذکورہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنھم) غیر فقیہ تھے۔

١١ - {أَنَّ أَهْلَ السُّنَّةِ يَدْعُونَ عِنْدَ التَّنَازُعِ إِلَى التَّحَاكُمِ إِلَيْهَا دُونَ آرَاءِ الرِّجَالِ وَعُقُولِهَا وَأَهْلَ الْبِدَعِ يَدْعُونَ إِلَى التَّحَاكُمِ إِلَى آرَاءِ الرِّجَالِ وَمَعْقُولَاتِهَا}

ترجمہ :اہل سنت تنازع کے دوران فیصلہ لوگوں کی آراء کی بجائے سنت رسول پر کرتے ہیں، اور

اہل بدعت فیصلہ لوگوں کی آراء پر کرتے ہیں۔ رائے اور قیاس کا استعمال کرتے ہیں۔

۱۲- {أَنَّ أَهْلَ السُّنَّةِ إِذَا صَحَّتْ لَهُمُ السُّنَّةُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَتَوَقَّفُوا عَنِ الْعَمَلِ بِهَا ، بَلْ يُبَادِرُونَ إِلَى الْعَمَلِ بِهَا مِنْ غَيْرِ نَظَرٍ إِلَى مَنْ وَافَقَهَا أَوْ خَالَفَهَا}

ترجمہ: اہل سنت کے ہاں جب سنت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) صحت کو پہنچ جاتی ہے تو عمل کرنے سے توقف نہیں کرتے بلکہ عمل کرنے میں جلدی کرتے ہیں بغیر کسی کی پرواہ کیے چاہے حدیث ان کے (رائے) کے موافق ہے یا مخالف ہے۔

مختصرا یہ کہ سنت رسول ﷺ کو لوگوں کی باتوں سے نہیں تولتے نہ لوگوں کی پرواہ کرتے ہیں بلکہ اس کے بر عکس لوگوں کے اقوال سنت رسول ﷺ پر تولتے ہیں۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں-

{ وَأَجْمَعَ النَّاسُ عَلَى أَنَّ مَنِ اسْتَبَانَتْ لَهُ سُنَّةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ لَهُ أَنْ يَدَعَهَا لِقَوْلِ أَحَدٍ}

ترجمہ: جب کسی کو سنت رسول ﷺ معلوم ہو جاتی ہے تو پھر جائز نہیں اس کے لیے کہ کسی کے قول کی وجہ سے سنت رسول چھوڑ دے۔

۱۳ – {أَنَّهُمْ لَا يَنْتَسِبُونَ إِلَى مَقَالَةٍ مُعَيَّنَةٍ وَلَا إِلَى شَخْصٍ مُعَيَّنٍ غَيْرِ الرَّسُولِ (صلى الله عليه وسلم)}

ترجمہ: وہ (اہل سنت) رسول اللہ ﷺ کے علاوہ اپنی نسبت کسی معین قول یا شخص کی طرف نہیں کرتے۔ جبکہ اہل بدعت اسکے بر عکس ہیں۔

اہل سنت حدیث پر عمل کرتے ہیں

۱٤-{أَنَّ أَهْلَ السُّنَّةِ إِنَّمَا يَنْصُرُونَ الْحَدِيثَ الصَّحِيحَ وَالْآثَارَ السَّلَفِيَّةَ، وَأَهْلَ الْبِدَعِ يَنْصُرُونَ مَقَالَاتِهِمْ وَمَذَاهِبَهُمْ }

ترجمہ : اہل سنت ہمیشہ حدیث رسول اور آثار سلف کی مدد کرتے ہیں جبکہ اہل بدعت اپنے اقوال اور مذاهب کی مدد کرتے ہیں ۔

۱٥- أَنَّ أَهْلَ السُّنَّةِ إِذَا ذَكَرُوا السُّنَّةَ وَجَرَّدُوا الدَّعْوَةَ إِلَيْهَا نَفَرَتْ مِنْ ذَلِكَ قُلُوبُ أَهْلِ الْبِدَعِ ، وَأَهْلَ الْبِدَعِ إِذَا ذَكَرْتَ لَهُمْ شُيُوخَهُمْ وَمَقَالَاتِهِمُ اسْتَبْشَرُوا بِهَا فَهُمْ كَمَا قَالَ تَعَالَى: {وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ} [1]

ترجمہ :اہل سنت جب سنت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بیان کرتے ہیں اور اسکی طرف خالص دعوت دیتے ہیں تو اہل بدعت کے دلوں میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔جس طرح آج کل سنت رسول کا ذکر آتا ہے تو اہل بدعت (مروجہ تبلیغی فرقہ ، صوفیاء وغیرہ) کے دلوں میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور اہل بدعت کو انکے شیوخوں اور ان کے اقوال ذکر کی جاتی ہیں تو یہ خوش ہوتے ہیں پس اللہ تعالی کے اس قول سے انکا پورا حصہ ہے جب اس کے سوا اور لوگوں کا ذکر کیا جائے تو ان پر رد کرنے کیلیے دل کھل کر خوش ھو جاتے ہیں۔ سوچنے کا مقام ہے کہ آیت میں جن لوگوں کا ذکر ہوا ہے ان کے اور آج کے مقلدین کے درمیان کیا فرق ہے ؟

قرآن وحدیث بیان کرنے سے کون جلتا ہے

[1] [الزمر: ٤٥]

آج کے دور میں خاص کر مروجہ تبلیغی فرقہ کو قرآن و حدیث بیان کی جائے تو پریشان ہوتے ہیں۔ بہانہ یہ کرتے ہیں کہ قرآن و حدیث علماء کا کام ہے اور جب تبلیغی نصاب سے ضعیف موضوع احادیث اور جھوٹے قصے سنتے ہیں تو کافی توجہ اور خوشی سے سنتے ہیں۔ تبلیغی نصاب کے بعض قصے ایک مومن کے عقیدے کے لیے انتہائی تباہ کن ہیں دیکھئے فضائل صدقات۔

١٦- {أَنَّ أَهْلَ السُّنَّةِ إِنَّمَا يُوَالُونَ وَيُعَادُونَ عَلَى سُنَّةِ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ}

ترجمہ: اہل سنت کی دوستی اور دشمنی سنت رسول کی بنیاد پر ہوتی ہے۔

جو لوگ متبع سنت ہوتے ہیں وہ ان کے دوست ہوتے ہیں اور جو سنت سے بغض رکھتے ہیں تو اہل سنت اس سے قطع تعلق کرتے ہیں۔

{وَأَهْلَ الْبِدَعِ يُوَالُونَ وَيُعَادُونَ عَلَى أَقْوَالٍ ابْتَدَعُوهَا}

ترجمہ: اور اہل بدعت دوستی اور دشمنی اپنے بنائے ہوئے باتوں کی بنیاد پر کرتے ہیں۔ اگر اپ ان کی ایجاد کردہ خرافات کو کسی دلیل کی بنیاد پر رد کرتے ہیں تو اپ کے دشمن بن جاتے ہیں اور اگر اپ ان خرافات کی تائید کرتے ہیں تو پھر اپ کے دوست بن جاتے ہیں۔

فقہ حنفی کی برکات

مثال کے طور پر مروجہ فقہ کی خرافات جو ھدایہ، شامی وغیرہ میں درج ہیں {ملاحظہ کریں}

١-اگر کپڑوں پر بقدر درھم نجاست غلیظہ لگ جائے تو اس میں نماز جائز ہے، جبکہ قرآن میں اللہ فرماتا ہے

{وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ} [١]

ترجمہ: اور اپنے کپڑوں کو صاف رکھ۔

---

[١] [المدثر: ٤]

ب - سجدے میں اگر پیشانی اور پاوں زمین پر لگ جائیں، ہاتھ اور پنڈلیاں زمین پر نہ لگیں تو سجدہ ہو جائے گا۔ جبکہ رسول اللہ علیہ سلام کا سکھایا طریقہ یہ ہے کہ سات اعضاء پر سجدہ کیا جائے۔

فتاوی قاضی خان میں ہے کہ اگر ایک حربی کافر مسلمان ملک میں آکر کسی مسلمان عورت سے زنا کرلے تو اس پر کوئی حد نہیں ہے [1]

اس فتاویٰ میں ہے کہ اگر علاج کی نیت سے سورہ فاتحہ پیشانی پر خون سے لکھا جائے تو جائز ہے اور اگر پیشاب سے بھی لکھا جائے تب بھی جائز ہے۔ [2]

ان لوگوں کی کتب میں طرح طرح کے ہزاروں گندے مسائل ہیں اگر یہ فقاہت ہے تو یہ فقاہت ان مبتدعین کو مبارک ہو۔ ہمیں قران و حدیث چاہیے نہ کہ یہ خرافات۔

امدم بر سر مطلب

اب اگر کوئی ان خرافات پر رد کرتا ہے تو ان لوگوں کا دشمن بن جاتا ہے اور اگر تائید کرتا ہے تو وہ ان کا دوست ہوتا ہے۔

١٧ – {أَنَّ أَهْلَ السُّنَّةِ إِذَا قِيلَ لَهُمْ قَالَ اللَّهُ وَقَالَ رَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَتْ قُلُوبُهُمْ عِنْدَ ذَلِكَ وَلَمْ تَعْدُهُ إِلَى أَحَدٍ سِوَاهُ، وَلَمْ تَلْتَفِتْ إِلَى مَاذَا قَالَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ، وَأَهْلَ الْبِدَعِ بِخِلَافِ ذَلِكَ}

ترجمہ: اہل سنت کو جب کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالی اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس طرح فرماتے ہیں تو ان کے دل اسی وقت رک جاتے ہیں اور قران و حدیث کے علاوہ دوسروں کی

---

[1] (ج٢- ٤٠٧)

[2] جلد٤ ،ص ٣٦٥

طرف التفات نہیں کرتے اور نہ اس طرف توجہ کرتے ہیں کہ فلاں نے یہ کہا اور فلاں نے وہ کہا۔[1]

اہل بدعت اس کے خلاف ہوتے ہیں ۔وہ کہتے ہیں کہ ہدایہ میں یہ ہے، شامی عالمگیری وغیرہ میں یہ ہے۔

اہل بدع کی علامات

۱۸۔اہل بدعت کے ہاں وہ سنت مقبول ہوتی ہے جو ان کی آراء، خواہشات اور فقہ سے متصادم نہ ہو۔ یہ ان کے لیے برابر ہے کہ حدیث صحیح ہے ضعیف یا موضوع۔ خلاف خواہشات سنت کو رد کرتے ہیں۔اہل سنت کے لیے خواہشات صرف سنت رسول ہوتے ہیں۔

اس کے علاوہ بہت سی علامات ہیں لیکن ہم اس پر یہاں اکتفا کریں گے اور آگے اہل بدعت کے علامات بیان کریں گے تاکہ اہلحدیث ان کی بدعات سے اگاہ ہوں ۔

۱۔ شرعی احکام سے بے خبری۔

۲ ۔ متشابہات کی پیروی کرتے ہیں اور صریح آیات واحادیث چھوڑنا ۔

۳ ۔ خواہشات کی تابعداری کرنا ۔

۴ ۔ موضوع اور سخت ضعیف پر عمل اور اعتماد کرنا۔

۵ ۔ اہل سنت کے ساتھ دشمنی رکھنا اور ان کے بارے میں غلط گمان رکھنا (جیسا کہ آج کل مقلدین اہلحدیث کیساتھ بغض رکھتے ہیں)

۶ ۔ یہود اور نصاری کے طریقے اختیار کرنا۔

---

[1] مختصر الصواعق المرسلة على الجهمية والمعطلة مؤلف الأصل: محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (المتوفى: ٧٥١هـ)

اختصره: محمد بن محمد بن عبد الكريم بن رضوان البعلي شمس الدين، ابن الموصلي (المتوفى: ٧٧٤هـ)\ ١\٦٠٤

۷ - اہل سنت پر ظالم حکمران (امیر یا قاضی) مقرر کرنا (یعنی اہل حق کے خلاف غلط مقدمات اور سازشیں تیار کرنا اوران کو مشکلات میں ڈالنا)

۸ - اپنے اکابر کے بارے میں غلو کرنا۔

۹ - اہل حق کو غلط القاب سے یاد کرنا (جیسا کہ اہل بدعت طرح طرح کے القاب سے اہلحدیث کو نوازتے ہیں)

اہل حدیث محدثین کی نظر میں

امام ابو حاتم فرماتے ہیں کہ اہل بدعت طعنہ زنی اہلحدیث پر کرتے ہیں اور انکو عیب والے شمار کرتے ہیں۔[1]

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں " جو لوگ اہلحدیث پر بد گمانی کرتے ہیں وہ زندیق ہیں۔

قتیبہ بن سعید (رح) فرماتے ہیں " کہ جب آپ کسی آدمی کو دیکھتے ہیں کہ وہ اہلحدیث سے محبت رکھتا ہے تو وہ اہل سنت ہے اور جو بغض رکھتا ہے وہ اہل بدعت۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم کو کتاب و سنت کی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور متبع کتاب و سنت بنائے۔

وباللہ تعالی التوفیق

ختم شد

---

[1] (الوجیز فی عقیدۃ السلف ۱۸۰)